بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

IN THE NAME OF ALLAH

انصار اللہ ناروے

2022

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ (القرآن، الزمر,53)۔

ansar

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انصاراللہ ناروے

2022ء۔ 1443ھ 1444ھ

فہرست مضامین

قال اللہ تعالیٰ جل شانہ'	2
قال رسول اللہ ﷺ	3
کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰہ والسلام	4
ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس	6
کلام حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ	15
پیغام صدر مجلس انصار اللہ بر موقع سال نو	16
آیئے مل کر حافظ قرآن بنیں	17
تمام گناہوں کی جڑ، تکبر، حرص اور حسد	18
مغفرت الٰہی کے نظارے	22
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پر شام ہے	27
خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو	29
مجلس عاملہ انصاراللہ ناروے	34
ایک طلسماتی پودہ۔ سوہانجنا یا مورنگا	35
کارگزاری رپورٹس مجلس انصاراللہ ناروے	38
متفرق مساعی کی تصاویری جھلکیاں	71
نارویجین حصہ	

ڈاکٹر احمد رضوان صادق

صدر مجلس انصاراللہ ناروے

عبدالرحمٰن محمود قریشی

نائب صدر صفِ اوّل

طلعت محمود رانا

نائب صدر صفِ دوئم

رانا مبشر محمود

قائد عمومی

عامر محمود خالد

مدیر انصاراللہ ناروے

طلحہ وسیم

سرورق

Baitul Nasr Møske

Søren Bulls vei 1

1051 OSLO

قال اللہ تعالیٰ جل شانہٗ

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

تو کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ یقیناً وہی بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ

اور اپنے رب کی طرف جھکو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ پیشتر اس کے کہ تم تک عذاب آجائے پھر تم کوئی مدد نہیں دیئے جاؤ گے۔

(سورۃ الزمر 54تا55)

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :يَا ابْنَ آدَمَ ! اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْکَ وَلَا اُبَالِیْ يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ يَاابْنَ آدَمَ ! اِنَّکَ لَوْ اَتَيْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَيْئًا لَاَتَيْتُکَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”... اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امیدیں وابستہ رکھے گا تو میں تجھے معاف کرتا رہوں گا‘ چاہے تیرے اعمال جیسے بھی ہوئے‘ اور مجھے تیرے گناہوں کی کوئی پروا نہیں اے ابن آدم! تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں اور تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے معاف کردوں گا اے ابن آدم! اگر تو اتنے گناہ لے کر آئے کہ روئے زمین بھر جائے تو میں تیری اتنی ہی مغفرت کردوں گا‘ بشرطیکہ تو نے شرک نہ کیا ہو“

(سنن الترمذی‘ ابواب الدعوات‘ باب فی فضل التوبۃ والاستغفار)

کلام امام الزّماں علیہ الصلوٰۃ والسلام

”استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریّت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُستَغْفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنے اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانپ لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیّوم بھی ہے۔ یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس جب خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اس لئے انسان کے لئے لازم ہے جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیّومیّت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاوے“۔

”پس انسان کے لئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ یعنی خدا ہی ہے جو قابل پرستش ہے کیونکہ وہی زندہ کرنے والا ہے اور اسی کے سہارے سے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ یعنی انسان کا ظہور ایک خالق کو چاہتا تھا اور ایک قیوم کو تا خالق اس کو پیدا کرے اور قیوم اس کو بگڑنے سے محفوظ رکھے سو وہ خالق بھی ہے اور قیوم بھی۔ اور جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیت کا کام تو پورا ہو گیا مگر قیّومیت کا کام ہمیشہ کے لئے ہے اسی لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی غرض خدا کی ہر ایک صفت کے لئے ایک فیض ہے۔ پس استغفار صفت قیّومیت کا فیض حاصل کرنے کے لئے کرتے رہنے کی طرف اشارہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی اس بات کی مدد چاہتے ہیں کہ تیری قیّومیت اور ربوبیت ہمیں مدد دے اور ہمیں ٹھوکر سے بچاوے تا ایسا نہ ہو کہ کمزوری ظہور میں آوے اور ہم عبادت نہ کر سکیں۔“

(عصمت انبیاء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 671 اور 672)

” قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام بھی توّاب ہے یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب انسان گناہوں سے دست بردار ہو کر صدق دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس سے بڑھ کر اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور یہ امر سراسر قانون قدرت کے مطابق ہے۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے نوع انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ جب ایک انسان سچے دل سے دوسرے انسان کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کا دل بھی اس کے لئے نرم ہو جاتا ہے۔ تو پھر عقل کیونکر اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بندہ تو سچے دل سے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرے مگر خدا اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ بلکہ خدا جس کی ذات نہایت کریم و رحیم واقع ہوئی ہے وہ بندہ سے بہت زیادہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام۔۔ توّاب ہے۔ یعنی بہت رجوع کرنے والا۔ سو بندے کا رجوع تو پشیمانی اور ندامت اور تذلّل اور انکسار کے ساتھ ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا رجوع رحمت اور مغفرت کے ساتھ۔ اگر رحمت خدا تعالیٰ کی صفات میں سے نہ ہو تو کوئی مخلصی نہیں پا سکتا۔ افسوس! کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی صفات پر غور نہیں کی اور تمام مدار اپنے فعل اور عمل پر رکھا ہے۔ مگر وہ خدا جس نے بغیر کسی کے عمل کے ہزاروں نعمتیں انسان کے لئے زمین پر پیدا کیں۔ کیا اس کا یہ خُلق ہو سکتا ہے کہ انسان ضعیف البنیان جب اپنی غفلت سے متنبہ ہو کر اس کی طرف رجوع کرے اور رجوع بھی ایسا کرے کہ گویا مر جاوے اور پہلا ناپاک چولہ اپنے بدن پر سے اتار دے اور اس کی آتشِ محبت میں جل جائے تو پھر بھی خدا اس کی طرف رحمت کے ساتھ توجہ نہ کرے۔ کیا اِس کا نام خدا کا قانون قدرت ہے؟“۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 133-134)

” قرآن شریف میں جو خدا نے یہ فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بندو! مجھ سے نو امید مت ہو۔ مَیں رحیم و کریم اور ستار و غفّار ہوں اور سب سے زیادہ تم پر رحم کرنے والا ہوں اور اس طرح کوئی بھی تم پر رحم نہیں کرے گا جو مَیں کرتا ہوں۔ اپنے باپوں سے زیادہ میرے ساتھ محبت کرو کہ درحقیقت میں محبت میں ان سے زیادہ ہوں۔ اگر تم میری طرف آؤ تو مَیں سارے گناہ بخش دوں گا۔ اور اگر تم توبہ کرو تو میں قبول کروں گا اور اگر تم میری طرف آہستہ قدم سے بھی آؤ گے تو میں دوڑ کر آؤں گا۔ جو شخص مجھے ڈھونڈے گا وہ مجھے پائے گا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے گا وہ میرے دروازے کو کھلا پائے گا۔ میں توبہ کرنے والے کے گناہ بخشتا ہوں خواہ پہاڑوں سے زیادہ گناہ ہوں۔ میرا رحم تم پر بہت زیادہ ہے اور غضب کم ہے کیونکہ تم میری مخلوق ہو۔ میں نے تمہیں پیدا کیا اس لئے میرا رحم تم سب پر محیط ہے۔“

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد23 صفحہ56)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

خطبہ جمعہ 18، جولائی 2014ء سے اقتباسات

"قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف آیات میں مختلف مضامین کے حوالے سے مختلف بندوں کو یہ امید دلائی ہے کہ وہ بے انتہا بخشنے والا اور اپنے بندوں پر بے انتہا رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **میرے بندو! میری رحمت سے مایوس نہ ہو۔** مَیں مالک ہوں، مَیں طاقت رکھتا ہوں کہ تمہارے گناہ بخش دوں اور تمہیں اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لوں۔ پس کیا خوبصورت پیغام ہے جو امیدوں کو بڑھاتا ہے اور مایوسیوں کا خاتمہ کرتا ہے۔ یہی پیغام ہے جو انسانوں کو کہہ رہا ہے کہ مایوسی گناہ ہے۔

یہی پیغام ہے جو ہمیں ناکامیوں سے بھی دُور رکھنے والا ہے۔ کیونکہ مایوسیاں ہی بسا اوقات گناہوں کے کرنے اور زندگی کی ناکامیوں کی وجہ بنتی ہیں۔ لیکن ج**و اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نیچے آ جائے، مایوسیاں اور ناکامیاں اس سے دُور بھاگتی ہیں۔** یہی پیغام ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے راستے دکھا رہا ہے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے چلے جانے والے بن کر اس کی رحمتوں سے فیض پاتے چلے جائیں۔ پس یہ پیغام تمام بھٹکے ہوؤں کے لئے روشن راستہ ہے۔ یہ پیغام تمام روحانی مُردوں کے لئے زندگی کا پیغام ہے یہ پیغام شیطان کے پنجے میں جکڑے ہوؤں کے لئے آزادی کی نوید ہے۔ کیا ہی پیارا ہمارا خدا ہے جو ہم پر اپنے پیار کی اس طرح نظر ڈالتا ہے جو بار بار اپنے ماننے والوں کو کہتا ہے کہ وَلَا تَيْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (یوسف: 88)۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو کیونکہ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف:88)۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی ناامید نہیں ہوتا۔ پس اگر ایمان کا دعویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی ہر وقت امید رکھو۔ تم اپنی بشری کمزوریوں کی وجہ سے بعض برائیوں میں مبتلا ہو گئے ہو لیکن بھٹکے ہوؤں میں تو نہیں ہو، گمراہوں میں تو نہیں ہو کہ **اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس تو صرف بھٹکے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔** وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ پر یقین نہیں ہے، خدا تعالیٰ کی رحمانیت پر یقین نہیں ہے۔ یہ مایوسی بھٹکے ہوؤں کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ (الحجر: 57) اور گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوتا ہے۔ پس یقیناً پریشان حالوں اور اپنی حالتوں کی وجہ سے بے چین لوگوں کے لئے اس سے بڑھ کر ہمدردی اور تسکین قلب کا اور کوئی پیغام نہیں ہو سکتا۔

پھر ہمارا خدا ہماری تسکین کے لئے ہمیں یہ بھی کہتا ہے کہ وہ تمہارے برے اعمال کی وجہ سے تمہیں فوری پکڑ کر سزا نہیں دیتا بلکہ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ (الکہف: 59) کہ اور تمہارا خدا بہت ہی بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے کیونکہ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (الانعام: 55) کہ تمہارے رب نے اپنے آپ پر تمہارے لئے رحمت کو فرض کر لیا ہے۔ پس تمہارے

جہالت سے کئے گئے گناہوں کو وہ معاف کرتا ہے۔ پس اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرو۔ اگر اصلاح کرتے ہوئے اس کی رحمت پر نظر ہو گی تو وہ غفورالرحیم ہے۔ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور صرف یہی نہیں کہ صرف وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے بلکہ فرماتا ہے وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف: 157) کہ اور میری رحمت ہر چیز کو حاوی ہے۔ یہاں بات تو مومنوں سے بھی آگے نکل جاتی ہے۔ صرف مومنوں کی بات نہیں ہو رہی۔ **یہ رحمت تو کافروں کو بھی پہنچتی ہے** اور مومنوں پر تو پھر یہ فرض ہو گئی۔ وہ تمام گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ مالک ہے۔ اس کو معاف کرنے کے لئے کسی پابندی کی یا کسی شرط کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کیا ایسے رحیم اور پیار کرنے والے خدا کے رحم اور پیار کا تقاضا نہیں کہ ہم اس کے کہنے پر چل کر اس کے حکموں پر عمل کر کے اس سے محبت کو بڑھائیں، اس کے اور قریب ہوں اور اپنے گناہوں اور اپنی کمزوریوں کو ختم کرنے کی حتی القدور کوشش کریں۔ یہ ساری باتیں جو میں نے قرآن کریم کے حوالے سے کی ہیں اور اسی طرح جو احادیث ہم تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچتی ہیں یہ سب ہمیں یہی بتاتی ہیں کہ کوئی بھی شخص ناقابل اصلاح نہیں ہے۔ **یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی شخص کی اصلاح نہ ہو سکے۔** ہر ایک کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہر ایک اللہ تعالیٰ کی عمومی رحمت سے جو ہر ایک کے لئے پھیلی ہوئی ہے اس کی رحمت کو اس سے بڑھ کر زیادہ بھی حاصل کرنے والا بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ اپنے دل میں اور پھر عملی طور پر پاک تبدیلیاں لانے کی کوشش کرے۔

گزشتہ دنوں ڈنمارک کے ایک مذہبی اخبار میں ایک خاتون نے مضمون لکھا اور قرآن کریم کے بارے میں لکھا کہ اس میں بار بار سزا اور عذاب کا ذکر ہے اور محبت کا لفظ تو کہیں استعمال ہی نہیں ہوا یا ایک دو جگہ استعمال ہوا ہے۔ اور یہ کہنا کہ خدا پر ایمان ایک انسان کو اپنی مرضی اور آزادی اور خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ہے یہ کسی طرح بھی کم از کم مسلمانوں کے لئے درست نہیں ہو سکتا۔ بعض آیات بغیر سیاق و سباق کے لکھ کر یا غلط طور پر بیان کر کے اور اپنی طرف سے استنباط کر کے اسلام کے خدا کو صرف سزا دینے میں جلد باز اور سخت پکڑ والا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہر حال اس کا جواب تو وہاں کی جماعت دے رہی ہے لیکن یہ جو چند حوالے مَیں نے پیش کئے ہیں وہ جہاں مومنین کو امید افزاء پیغام دیتے ہیں وہاں اس جیسے مضمون نگاروں کو اور اسلام دشمنوں کو جو اسلام کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں اور اسلام اور قرآن سے بغض رکھتے ہیں ان کو جواب بھی دیتے ہیں۔ **اللہ تعالیٰ تو مالک ہے، بخشتا ہے۔ یہ ایسی صفت ہے جو تمام صفات پر حاوی ہے۔ معاف بھی کرتا ہے رحم بھی کرتا ہے۔** یہ بھی اس کا رحم ہے کہ انسانوں کی بے انتہا بداعتدالیوں اور ظلموں کے باوجود انہیں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ ہاں یہ بیشک ہے کہ ان ظلموں اور حد سے زیادہ گناہوں میں پڑنے کی وجہ سے اور پھر اس ضد پر قائم رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تمہیں سزا ملے گی۔ **مسلسل گناہ اور ظلم کرتے چلے جاؤ اور کسی طرح باز نہ آؤ تو پھر سزا ملے یہ تو قانون قدرت ہے** بلکہ دنیا کا بھی قانون ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اتنا رحمان ہے کہ **ایک وقت ایسا آئے گا جب دوزخ خالی ہو جائے گی۔** اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسی وسیع اور لاانتہا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور بخشش کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر تم لوگ پھر میری رحمت اور بخشش سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو تمہارے لئے گناہوں اور ظلموں کی پھر سزا بھی ہے لیکن یہ میری رحمت ہے اور میری بخشش ہے جو تمہیں بار بار توجہ دلا رہی ہے کہ ان سے بچو۔ اس سے پہلے اپنے آپ کو محفوظ کر لو کہ کوئی عذاب تمہیں گھیرے۔ حد سے زیادہ ظلموں کی وجہ سے تم میری پکڑ میں نہ آ جانا۔ پس بچنے کی کوشش کرو۔ اب جو اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں اس پر سوائے ان کی عقل کو اندھا اور بغض و عناد میں بھرے ہوئے ہونے کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ **اپنے ملکوں کے قانون جو بناتے ہیں اس میں تو یہ جرموں کی سزا دینا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑنے والوں اور ظلموں اور زیادتیوں میں بڑھنے والوں کے بارے میں یہ**

کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کیوں یہ کہتا ہے کہ مَیں سزا دوں گا، مَیں عذاب دوں گا۔

اسلام کا خدا کتنا بخشنہار ہے اس کی وضاحت اس روایت سے ہوتی ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ اب یہ مثالیں اس لئے دی جا رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے متعلق بھی بتایا جائے کہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ فرمایا کہ اس نے ننانوے قتل کئے تھے پھر وہ توبہ کے متعلق پوچھنے کے لئے نکلا۔ ایک راہب کے پاس آکر اس نے پوچھا کہ اب توبہ ہو سکتی ہے۔ اس راہب نے کہا: نہیں اب کوئی رستہ نہیں۔ اس نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ وہ مسلسل اس کے بارے میں پوچھتا رہا کہ کیا توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں تو اسے ایک شخص نے کہا کہ فلاں بستی میں جاؤ۔ جب وہ جا رہا تھا تو اس کو راستے میں موت آگئی۔ اس نے اپنے سینے کو اس بستی کی طرف کر دیا۔ جب مر کے گرا تو اس طرف گرا۔ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آ گئے۔ اس کے متعلق جھگڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو جس میں وہ جا رہا تھا حکم دیا کہ اس کے قریب ہو جا اور جس بستی سے وہ دُور جا رہا تھا اسے حکم دیا کہ اس سے دُور ہو جا۔ پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان دونوں بستیوں کے درمیان فاصلہ کی پیمائش کرو تو وہ اس بستی سے جس کی طرف وہ گناہ بخشوانے کے لئے جا رہا تھا ایک بالشت قریب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر اسے بخش دیا۔ (صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب 52/54 حدیث نمبر:3470)

پس یہ ہے اسلام کا خدا جو عذاب کے بجائے بخشنے کو پسند کرتا ہے جس کی رحمت وسیع تر ہے۔ پھر ایک اور حدیث ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اپنے رب عزّوجل کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو مجھ سے دعا نہیں کرتا اور مجھ سے امید بھی وابستہ کرتا ہے۔ پس میں اس شرط کے ساتھ کہ تو شرک نہ کرے تجھے تیری خطائیں بخش دوں گا اگرچہ تیری خطائیں زمین کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ میں تجھے اپنی زمین بھر مغفرت کے ساتھ ملوں گا۔ اور اگر تو نے آسمان کی انتہاؤں تک غلطیاں کی ہوں اور پھر تُو مجھ سے میری بخشش طلب کرے تو میں تجھے وہ بھی بخش دوں گا اور میں ذرّہ برابر بھی پرواہ نہیں کروں گا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 7 صفحہ 208 مسند ابو ذر الغفاری حدیث 21837 عالم الکتب بیروت 1998ء)۔ پس ہمیں اس سے غرض نہیں کہ جاہلوں کو اسلام کا خدا کیسا نظر آتا ہے۔ ہمیں تو یہ پتا ہے کہ ہمارا خدا ہمارے ماں باپ سے بھی بڑھ کر ہمیں پیار کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور ہماری طرف دوڑ کر آنے والا خدا ہے تا کہ اپنے بندوں کے گناہ بخشے۔

۔۔ ایک حقیقی مومن سے اس بات کی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی خوشخبریوں، اللہ تعالیٰ کے پیغاموں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دیئے گئے امید افزاء پیغاموں کو سرسری نظر سے نہ دیکھے بلکہ جب سنے تو ان کا حصہ بننے کی ایک تڑپ دل میں پیدا ہو۔ اور یہ تڑپ تبھی فائدہ مند ہو گی جب اس کے حصول کے لئے عملی قدم بھی اٹھائے۔ اور عملی قدم وہی پھل لانے والے ہوتے ہیں، وہی کامیابی کی طرف لے جاتے ہیں جو ان اصولوں کے مطابق اور اس طریق پر چلتے ہوئے اٹھائے جائیں جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بنائے گئے ہوں۔ پس بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع تر ہے۔ بیشک رمضان میں نیکیوں کے کئی گنا ثواب ہیں۔ بیشک رمضان رحمت اور مغفرت کے حصول اور جہنم سے دُوری کا ذریعہ ہے لیکن **ان باتوں سے مستقل فائدہ وہی اٹھانے والے ہوتے ہیں جو ایک لگن کے ساتھ اس کے حصول کی کوشش کریں**۔ پس ہم میں سے خوش قسمت ہیں وہ لوگ یا ہم میں سے خوش قسمت وہ لوگ ہوں گے جو اس رمضان کو رحمت اور بخشش کے حاصل کرنے اور جہنم سے نجات کا ذریعہ بنا لیں گے۔ اور وہ ان کمزوریوں کو ختم کرنے والے ہوں، اپنے گناہوں سے ہمیشہ کے لئے بچنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: **"توبہ دراصل حصول اخلاق کے لئے بڑی محرک اور مؤیّد چیز ہے"** (اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ کردار کا مالک بننا ہے، اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے تو توبہ ہی ہے جو اس کے کام آتی ہے۔ اسی کی وجہ سے آدمی ترقی

کرتا ہے۔ یہی چیز ہے جو مددگار بنتی ہے۔ فرمایا)”اور انسان کو کامل بنادیتی ہے۔یعنی جو شخص اپنے اخلاق سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سچے دل اور پکے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ **توبہ کے تین شرائط ہیں۔**“ (صرف توبہ کرنے سے توبہ نہیں ہو جاتی۔)”بدُوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے **توبۃ النصوح کہتے ہیں** حاصل نہیں ہوتی“۔ اور وہ شرائط کیا ہیں۔ فرمایا:” **ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اِقلَاع کہتے ہیں۔ یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جاوے جو ان خصائل ردّیہ کے محرک ہیں۔** اصل بات یہ ہے کہ تصورات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے کیونکہ حیطۂ عمل میں آنے سے پیشتر ہر ایک فعل ایک تصوّری صورت رکھتا ہے۔ پس توبہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالات فاسد و تصورات بد کو چھوڑ دے۔ مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہو تو اسے توبہ کرنے کے لئے پہلے ضروری ہے کہ اس کی شکل کو بدصورت قرار دے اور اس کی تمام خصائل رذیلہ کو اپنے دل میں مستحضر کرے کیونکہ جیسا مَیں نے ابھی کہا ہے تصورات کا اثر بہت زبردست اثر ہے اور میں نے صوفیوں کے تذکروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے تصور کو یہاں تک پہنچایا کہ انسان کو بندر یا خنزیر کی صورت میں دیکھا۔ غرض یہ ہے کہ **جیسا کوئی تصور کرتا ہے ویسا ہی رنگ چڑھ جاتا ہے۔** پس جو خیالات بد لذّات کا موجب سمجھے جاتے تھے ان کا قلع قمع کرے۔ یہ پہلی شرط ہے۔

دوسری شرط ندم ہے یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشنس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے مگر بدبخت انسان اس کو معطل چھوڑ دیتا ہے۔ پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذات عارضی اور چند روزہ ہیں اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بڑھاپے میں آکر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے آخر ان سب لذات دنیا کو چھوڑنا ہو گا۔ پس جبکہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل؟ بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اول اِقلَاع کا خیال پیدا ہو یعنی خیالات فاسدہ و تصورات بیہودہ کا قلع قمع کرے۔ جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔ **تیسری شرط عزم ہے۔ یعنی آئندہ کے لئے مصمّم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا۔** اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا یہاں تک کہ وہ سیّئات اس سے قطعاً زائل ہو کر اخلاق حسنہ اور افعال حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔ اس پر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے۔ جیسے فرمایا اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا (البقرۃ:166)۔ ساری قوتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور انسان ضعیف البنیان تو کمزور ہستی ہے۔ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا (النساء: 29) اس کی حقیقت ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے قوت پانے کے لئے مندرجہ بالا ہر سہ اشیاء کو کامل کر کے انسان کسل اور سستی کو چھوڑ دے اور ہمہ تن مستعد ہو کر خدا تعالیٰ سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ تبدیلی اخلاق کر دے گا۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 138 تا 140۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ **ان لوگوں کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں برائی سے بچنے کے لئے دعا کی لیکن یہ برائی دور نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں نہیں سنیں۔ بعض ماں باپ پریشان ہوتے ہیں کہ بچوں میں یا بعض نوجوانوں میں غلط عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور کہتے ہیں ہم نے کوشش کی۔ یہ دعا بھی کی، سنی نہیں گئی۔ تو یہ چیز غلط ہے۔ اس کو میں آسان رنگ میں دوبارہ سمجھا دیتا ہوں۔ دعا کی قبولیت کے لئے بھی کچھ لوازمات ہیں ان کو پورا کرنا ضروری ہے۔** چار دن دعا کر کے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے دعا نہیں سنی یہ ویسے ہی اپنی نااہلی کو خدا تعالیٰ پر ڈالنے والی بات ہے۔ بہر حال اس وقت مَیں حضرت مسیح موعودؑ کے اس اقتباس کے حوالے سے

جو مَیں نے پڑھا ہے، یہی بتانا چاہتا ہوں کہ برائی سے کس طرح رکنا چاہئے اور توبہ کا حصول کس طرح ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ **حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ توبہ کرنے اور برائیوں سے بچنے کے لئے کچھ ضروری باتیں ہیں کچھ عمل ہیں کچھ محنت ہے کچھ طریقے ہیں جن پر عمل کرنا ہوگا۔** ان کو کریں گے تو تبھی نتیجہ حاصل ہوگا اور برائیوں سے بچنے کے لئے دعا بھی تبھی قبول ہوگی جب کچھ عملی اقدام بھی اٹھائیں گے۔ **عملی قدم کچھ نہ اٹھانا اور صرف سرسری دعا کر کے کہہ دینا کہ خدا تعالیٰ نے قبول نہیں کی اس لئے شاید یہی مرضی ہے کہ میں گناہگار ہی رہوں تو یہ غلط ہے۔ برے اعمال اور اخلاق کو اگر بہتر کرنا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تین باتیں پہلے خود انسان کرے پھر دعا کرے تو یہ دعا مددگار ہوتی ہے اور برائیاں پھر چھوٹ جاتی ہیں۔** اور سچی توبہ کے لئے جیسا کہ میں نے حوالے میں پڑھا، آپ نے فرمایا کہ پہلی بات یہ ہے کہ گندے اور برے خیالات سے اپنے دماغ کو پہلے صاف کرو۔ کسی بھی برائی کی لذت کا تصور پہلے دماغ میں پیدا ہوتا ہے تب انسان اس برائی کو کرتا ہے۔ اگر دماغ میں برائی کا یا اس کی اچھائی کا یا لذت کا تصور پیدا نہ ہو اور کراہت ہو تو کبھی وہ برائی کرتا ہی نہیں۔ اور پہلے کسی بھی برائی کی لذّت کا تصور پیدا ہوتا ہے، احساس پیدا ہوتا ہے پھر انسان اس برائی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ پس پہلا عملی قدم جو انسان کو برائیوں سے بچنے کے لئے اٹھانا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ذہن کو گندے تصورات یا عارضی لذات کے تصور سے پاک کرے۔ اس کی مثال آپ نے یہ دی کہ جس طرح مثلاً کسی عورت سے ناجائز تعلقات ہوتے ہیں۔ دوستیاں قائم ہو جاتی ہیں تو ایسی عورت کا اچھا تصور دماغ میں قائم کرنے کے بجائے بدصورت تصور قائم کرو۔ بجائے یہ دیکھو کہ اس میں خوبصورتی کیا ہے اور کیا کچھ خوبیاں ہیں اس کا بدصورت ترین تصور جو قائم کر سکتے ہو وہ قائم کرو۔ اس کے جو برے خصائل ہیں جو اس کی برائیاں ہیں ان کو سامنے لاؤ اور ایک ایسی شکل تصور میں قائم کرو جو سخت قسم کی مکروہ اور کریہہ شکل ہو تو تبھی اس برائی سے تم دور ہو سکو گے۔ پھر دوسری شرط یہ بتائی کہ اپنے نیک کانشنس کو بیدار کرو اور سوچو کہ میں کن برائیوں میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ اپنے حالات پر پشیمانی اور شرمندگی کا احساس دل میں پیدا کرو۔ اگر یہ حالت ہو گی تو پھر ہی برائی سے بچ سکو گے۔ پھر فرمایا تیسری بات یہ ہے کہ ایک پکا اور مصمم ارادہ ہو کہ میں نے اب اس برائی کے قریب بھی نہیں جانا۔ اور جب اس ارادے پر قائم رہنے کی ہر وقت کوشش کر رہے ہو گے تو پھر خدا تعالیٰ سچی توبہ کی توفیق دیتا ہے اور برائیوں سے بچنے کے لئے کی گئی دعاؤں کو بھی پھر سنتا ہے۔ دعاؤں کے قبول ہونے سے پہلے یہ عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ **یہ نہیں کہ صبح سے شام تک اور رات سے صبح تک غلط کاموں اور برائیوں میں ملوث رہے اور ایک وقت یا کسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کر لی کہ مجھے اس برائی سے بچا لے۔ یہ عمل ظاہر کر رہا ہے کہ دعا سنجیدگی سے نہیں کی گئی۔** وہ نیک فطرت جو کانشنس ہے جو اندر چھپا ہوا ہے اس نے کسی وقت یہ کچوکا لگا دیا کہ تمہاری یہ کیا حالت ہے کہ برائیوں میں ڈوبے ہوئے ہو۔ اس عارضی احساس سے دعا کی طرف وقتی توجہ پیدا ہو جائے اور پھر جب برائی کو سامنے دیکھے تو اس کی چاہت اس عارضی احساس کو ختم کر دے، ندامت پر حاوی ہو جائے۔ ایسی حالت تو نہ برائیوں سے مستقل بچاتی ہے نہ دعا کا حق ادا کرنے والی بناتی ہے بلکہ یہ تو دعا کے ساتھ بھی مذاق ہے اور خدا تعالیٰ کو پابند کرنے کی کوشش ہے۔ **خدا تعالیٰ کسی بندے کا پابند نہیں ہے۔** پس ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش سے حقیقی فیض اگر اٹھانا ہے، اس کے انعاموں کا وارث بننا ہے، اپنی دعاؤں کی قبولیت کو دیکھنا ہے تو پھر اپنی حالتوں کی طرف توجہ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فرماتے ہیں کہ: ”اپنے اعمال کو صاف کرو اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرو اور غفلت نہ کرو۔ جس طرح بھاگنے والا شکار جب ذرا سست ہو جاوے تو شکاری کے قابو میں آ جاتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کرنے والا شیطان کا شکار ہو جاتا ہے۔ توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مردہ نہ ہونے دو۔ کیونکہ جس عضو سے کام لیا جاتا ہے وہی کام دے سکتا ہے اور جس کو بیکار چھوڑ دیا جاوے پھر وہ ہمیشہ کے واسطے ناکارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح توبہ کو بھی متحرک رکھو تاکہ وہ بیکار نہ ہو جاوے۔ اگر تم نے سچی توبہ نہیں کی تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو پتھر پر بویا جاتا ہے اور اگر وہ سچی توبہ ہے تو وہ اس بیج کی طرح ہے جو عمدہ زمین میں بویا گیا ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے۔ آج کل اس توبہ میں بڑی بڑی مشکلات ہیں“۔ کیونکہ دنیا کی لالچیں دنیا کی لذّات سامنے ہوتی ہیں۔ فرمایا: ”ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مدنظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے۔ جب نماز پڑھو تو اس میں دعا کرو اور غفلت نہ کرو اور ہر ایک بدی سے خواہ وہ حقوق الٰہی کے متعلق ہو خواہ حقوق العباد کے متعلق ہو، بچو“۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 303۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ لندن)

اللہ کرے کہ ہم اس سچی توبہ کرنے والوں میں شامل ہوں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔

> **جب کسی کام کا ارادہ کر لو تو پھر اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک اللہ بھروسہ رکھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔**
>
> (آل عمران 160)

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت

(خطبہ جمعہ 10 جولائی 2015ء سے اقتباس)

۔۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے حصہ لینے کی بھی کچھ شرائط ہیں اور جہنم سے نجات کے لئے بھی کچھ شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے۔ پس ہمیں ان چیزوں سے فیض پانے کے لئے ان باتوں کی تلاش کی ضرورت ہے جن سے ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہوئے اس کے فضلوں کے مورد بنیں۔ **اللہ تعالیٰ کی رحمت** کے بارے میں بعض مفسّرین دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ **ایک قسم تو رحمت کی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان کے ہوتی ہے۔** انسان اس کو حاصل کرنے کے لئے کوئی خاص تردّد یا کوشش نہیں کر رہا ہوتا۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے کہ رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (الاعراف:

157) کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے تمام لوگ حصہ لے رہے ہیں۔ بغیر کسی عمل کے ان کو اس رحمت سے حصہ مل رہا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں یوں فرمایا ہے کہ: ”اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب یعنی صفت عدل بعد کسی خصوصیت کے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی یہ صفت قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرور ہے کہ اوّل قانون الٰہی ہو اور قانون الٰہی کی خلاف ورزی سے گناہ پیدا ہو اور پھر یہ صفت ظہور میں آتی ہے اور اپنا تقاضا پورا کرنا چاہتی ہے“۔ (جنگ مقدس روحانی خزائن جلد6 صفحہ207)۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے ان پر رحم کرتا ہے لیکن جب قانون الٰہی سے تجاوز کرنے پر انسان غضب یا سزا کا مورد بنتا ہے۔ چھوٹی موٹی غلطیوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف کرتا چلا جاتا ہے لیکن جب انتہائی حد سے بڑھنا شروع کر دے تب پھر خدا تعالیٰ کی عدل کی صفت یا جو دوسری صفت ہے وہ کام کرتی ہے لیکن عموماً اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ بعض دفعہ عدل کا یا قانون الٰہی کو توڑنے کا تقاضا ہوتا ہے کہ سزا ملے لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی رحم کرتے ہوئے بخش دیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کیفیت مومنوں کے لئے نہیں ہے۔ جو حقیقی مومن

ہیں ان کا مقام کچھ اور ہے۔ ایمان کا تقاضا تو ان ایمانی حالتوں کو درست رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کرنا ہے۔ اور سب کوششوں کے باوجود کسی بشری کمزوری کی وجہ سے گناہ سرزد ہو جائے تو پھر اگر حقیقی ایمان ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس گناہ کو ڈھانک لیتی ہے نہ کہ جیسا کہ میں نے پچھلے کسی خطبے میں کہا تھا کہ انسان گناہوں پر دلیر ہوتا چلا جائے اور یہ کہتا رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے، کوئی پرواہ نہیں۔ تو یہ باتیں خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والی ہیں۔ اس بات کو واضح فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح اس کے غضب کو ڈھانک لیتی ہے۔ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

”وعید میں دراصل کوئی وعدہ نہیں ہوتا۔ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدوسیت کی وجہ سے تقاضا فرماتا ہے کہ شخصِ مجرم کو سزا دے اور بسا اوقات اس تقاضے سے اپنے ملہمین کو اطلاع بھی دے دیتا ہے“۔ یعنی اپنے فرستادوں کو، انبیاء کو جن پر الہام کرتا ہے ان کو بتا دیتا ہے کہ فلاں شخص دلیر ہوتا جا رہا ہے اس کو میں سزا دینے والا ہوں لیکن پھر کیا صورت ہوتی ہے۔ ”پھر جب شخصِ مجرم توبہ اور استغفار اور تضرع اور زاری سے اس تقاضا کا حق پورا کر دیتا ہے تو رحمت الٰہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے“۔ بعض دفعہ اطلاع بھی ہو جاتی ہے، سزا بھی مل جاتی ہے، مقدر ہو جاتی ہے، فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ

شخص جس کے بارے میں فیصلہ ہوا ہے توبہ کر رہا ہے، استغفار کر رہا ہے تو پھر سزا سے بچ بھی سکتا ہے۔ تو فرمایا کہ "تو رحمت الٰہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے اور اس غضب کو اپنے اندر محجوب و مستور کر دیتا ہے۔" اسے چھپا دیتا ہے۔ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ "یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (الاعراف: ۱۵۷)۔ یعنی رَحۡمَتِیۡ سَبَقَتۡ غَضَبِیۡ۔" (تحفہ غزنویہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 537)

دوسری قسم کی رحمت اعمال کے ساتھ مشروط ہے اور اس کا وعدہ نیک کام کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کے ساتھ مشروط ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الاعراف: 57) یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے۔ محسن کے معنی ہیں جو دوسروں سے نیک سلوک کرے۔ تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ علم رکھنے والا ہو۔ تمام شرائط کے ساتھ اس کام کو پورا کرنے والا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان لوگوں کے قریب ہے جو جان بوجھ کر گناہ کرنے والے نہیں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو اپنے گناہوں کی سزا کے خوف سے ہمیشہ پکارتے رہتے ہیں اور اپنے گناہوں کی سزا کے خوف سے اس کی یاد دل میں رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو جان بوجھ کر گناہ کرنے والے نہیں ہیں بلکہ انجانے میں اگر کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے پکارتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ **یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے کہ وہ دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اس پر کوئی زبردستی نہیں ہے، نہ کوئی کر سکتا ہے کہ ضرور بالضرور اس نے ہماری دعائیں قبول کرنی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رحم محسنین کے ساتھ ہے۔**

ان لوگوں کے ساتھ ہے، ان پر ہوتا ہے جو تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو دوسروں سے نیکیاں کرنے والے اور ان کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ پس اگر دعائیں قبول کروانی ہیں تو پھر محسن بننا ضروری ہے اور محسن کے ان معنوں کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے محسن بننا ضروری ہے۔ پس یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ **عام نیکیاں کر کے انسان محسن نہیں بن سکتا بلکہ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے اپنے اعمال کو اعلیٰ معیاروں تک لے جانا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو محسن کی تعریف فرمائی ہے اس کو اگر انسان دیکھے تو خوف سے پریشان ہو جاتا ہے کہ کیا ہماری عبادتوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ ہر کام کرتے ہوئے جو بھی کام ہم کر رہے ہیں ہماری یہ حالت ہوتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف فرمائی ہے۔ اور وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محسن وہ ہے جو ہر نیک کام کرتے ہوئے یہ دیکھے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ بات سامنے رکھے۔ یا کم از کم خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔** (صحیح البخاری کتاب الایمان باب سؤال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان، وعلم الساعۃ حدیث نمبر 50)۔ اب یہ حالت ہماری عبادتوں کی بھی ہو اور ہمارے دوسرے کام سرانجام دیتے وقت بھی ہو تو کبھی غلط کام ہو ہی نہیں سکتا۔ کبھی تقویٰ سے ہم اِدھر اُدھر ہو ہی نہیں سکتے۔ کبھی کسی کے ساتھ برا سلوک کر ہی نہیں سکتے۔ کبھی کسی کا حق مار ہی نہیں سکتے بلکہ کسی کو نقصان پہنچانے اور اس کا حق مارنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ پس اسلام کے احکامات تو ایسے ہیں کہ کسی طرف سے بھی ان پر عمل شروع کریں یا اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو پکڑیں یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی حکم کو دیکھیں یا ارشاد کو

دیکھیں تو وہ سب کو گھیر کر اکٹھا کر کے ہمیں جس طرف لے کے جائیں گے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ ہم **خواہش تو بہت کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں بھی قبول ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بھی وارث ہوں اور اس کے مورد بنیں لیکن ان کے حصول کے لئے ہم اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے یا اکثریت ہم میں سے نہیں کرتی یا باقاعدگی سے ہم کوشش نہیں کرتے جو ایک مومن کو کرنی چاہئے۔۔۔**

پس اس نکتے کو ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ **جہنم سے نجات بھی اس دنیا سے شروع ہوتی ہے اور جنت کا ملنا بھی اس دنیا میں ہوتا ہے۔**۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے حوالے سے اس طرح کھول کر بیان فرمایا۔ فرمایا کہ

"قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کیا۔ اس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ اسی دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ(الرحمٰن: 47)۔ یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے واسطے دو بہشت ہیں"۔ (دو جنتیں ہیں) "یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اس کو برائیوں سے روکتا ہے"۔ (برائیوں سے رکنے سے بہشت ملتا ہے) "اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے"۔ اللہ تعالیٰ کا خوف برائیوں سے روکتا ہے اور انسان جب برائیوں سے رکتا ہے تو اس دنیا میں بھی جہنم سے بچ گیا اور جو بدیوں کی طرف دوڑتا ہے، بدیاں کرتا ہے، اس سے کوئی بدی کرنے والا سکون نہیں پاتا۔ کہیں نہ کہیں اس کو اضطراب رہتا ہے، کوئی بے چینی رہتی ہے اور انسان کی بدیاں کرنے کے بعد جو یہ حالت ہے یہ خود ایک جہنم ہے۔ فرمایا "لیکن جو شخص خدا کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دم نقد بچ جاتا ہے"۔ (وہ تو فوری طور پر بچ گیا جو خدا تعالیٰ کا خوف کرنے والا ہے۔) "جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے"۔ یعنی جذبات شہوانی سے اور جذبات نفسانی سے انسان جو نفسانی جذبات کی غلامی میں آ جاتا ہے یا شہوات کا اسیر بن جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہو تو اپنے ان جذبات کو دبانے سے وہ اس سے بچ جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ "اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے؟" (پھر انسان جب ان چیزوں سے بچے گا تو خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے میں ترقی کرے گا) "جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور **یوں بہشتی زندگی اسی دنیا سے اس کے لئے شروع ہو جاتی ہے۔**" (ملفوظات جلد 3 صفحہ 155-156۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے

جب آتی ہے تو پھر عالم کو ایک عالم دکھاتی ہے

میدان حشر کے تصور سے

کلام حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

درِّ عدن، الفضل 5جون 1954ء

نہ روک راہ میں مولا! شتاب جانے دے
کھلا تو ہے تری "جنت کا باب" جانے دے

مجھے تو دامنِ رحمت میں ڈھانپ لے یونہی
حساب مجھ سے نہ لے "بے حساب" جانے دے

سوال مجھ سے نہ کر اے مرے سمیع و بصیر
جواب مانگ نہ اے "لاجواب" جانے دے

مرے گنہ تری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے
ترے نثار حساب و کتاب جانے دے

تجھے قسم ترے "ستّار" نام کی پیارے!
بروئے حشر سوال و جواب جانے دے

بَلا قریب کہ یہ "خاک" پاک ہو جائے
نہ کر یہاں مری مٹی خراب جانے دے

رفیقِ جاں مرے، یارِ وفا شعار مرے
یہ آج پردہ دری کیسی؟ پردہ دار مرے

پیغام صدر مجلس انصار اللہ ناروے بر موقع آغاز سال نو

نہایت قابل احترام پیارے انصار بھائیو! **اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**

تمام انصار بھائیوں کو **سال نو مبارک ہو**۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور سلامتی سے رکھے، ہر قسم کی مشکلات اور وباؤں سے بچاتے ہوئے صراط مستقیم پر رکھے اور ایمان و ایقان میں بڑھاتا چلا جائے آمین۔ اللہ کرے کہ ہم سب اس نئے سال میں پہلے سے بڑھ کر تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والے ہوں اور ایک نئے جوش اور جذبہ سے مجلس کے کاموں میں حصہ لینے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اسی طرح خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمارا قریبی تعلق ہو اور حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پر عمل کرنے والے ہوں تا کہ ہم نحن انصار اللہ کے حقیقی مصداق بن سکیں۔ آمین۔ اپنی اولاد اور آئندہ نسلوں کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے اور انہیں خلافت سے وابستہ رکھنے اور اسکی محبت پیدا کرنے کے لئے انکے سامنے اپنا نیک نمونہ پیش کرنے والے ہوں۔ آمین۔

قرآن مجید کے پر معارف حکم "فذکّر" کہ نصیحت کرتا چلا جا، کے تحت آپکو **مندرجہ ذیل چند امور** کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

- **پنج وقتہ نمازوں اور روزانہ تلاوت قران کریم**، اس کے ترجمہ اور تفسیر کی طرف خود بھی توجہ دیں اور اپنی اولاد کو بھی توجہ دلاتے رہیں۔ **"مقام محمود"** کے حصول کے لئے نماز تہجد کی ادائیگی کی طرف توجہ دیں۔ باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ گھر میں نماز پڑھنے کی صورت میں کم از کم کسی ایک نماز کے بعد گھر والوں کے لئے درس کا انتظام کریں۔
- اسی طرح **پانچ بنیادی اخلاق** بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جس میں سچائی، نرم و پاک زبان کا استعمال، وسعت حوصلہ، دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنا، اور مضبوط عزم وہمت، پر بھی عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔
- اپنے وقت کا صحیح استعمال کریں، سوشل میڈیا پر بے جا وقت ضائع نہ کریں۔ کم از کم ایک گھنٹہ MTA دیکھیں۔
- **پیارے امام کا خطبہ جمعہ** تمام گھر کے تمام افراد مل کر سنیں۔ اسی طرح خود بھی ہر ماہ حضور ایداللہ کو دعائیہ خط لکھیں اور تمام افراد خانہ کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہیں۔
- **تبلیغ** کے لیے اپنا مطالعہ بڑھائیں، کتب حضرت مسیح موعودؑ بار بار پڑھیں۔ اپنے ہمسایوں اور جاب پر لوگوں سے اچھے روابط رکھیں۔
- **صحت مند رہنے کے لیے** روزانہ آدھ گھنٹہ ورزش کریں، سیر پر جائیں، وغیرہ۔ اس کے لیئے مجلس انصار اللہ کے کتابچہ "ورزش کے طریقے" سے رہنمائی لی جاسکتی ہے۔ آپ صحت مند ہوں گے تو عبادات بھی ٹھیک طریقے سے کر سکیں گے۔
- زعیم مجلس اور دیگر عہدہ داران کے ساتھ تعاون کریں۔ اجلاسات اور دیگر پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور صحیح معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ سالانہ اجتماع کی ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لیں۔
- اسی طرح رسالہ "انصار اللہ ناروے" کے لئے مفید مضامین بھیجتے رہیں۔
- اپنے چندہ کی تفصیل اپنے زعیم صاحب سے لے لیں اور کوشش کریں کہ ابتدائی تین ماہ میں 100 فیصد ادائیگی ہو جائے، **مجلس انصار اللہ کا اکاونٹ نمبر 15031432674** ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پہلے سے بڑھ کر عبادات بجالانے، خلافت سے وفا، اولاد کی تربیت، نیز وقت اور مالی قربانی کی توفیق میں بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور ہم سب کو دنیا اور آخرت کی حسنات عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

مجلس کے کاموں میں بہتری کے لئے کوئی مشورہ دینا چاہیں تو خاکسار کو لکھیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا۔

والسلام ڈاکٹر احمد رضوان صادق (صدر مجلس انصار اللہ ناروے)

صدر مجلس کے قلم سے

آیئے مل کر حافظ قرآن بنیں

آنحضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے ”جس شخص کو قرآن مجید میں سے کچھ بھی حصہ زبانی یاد نہیں وہ ایک ویران گھر کی مانند ہے“

(جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن، حدیث 2913)

مجلس انصار اللہ ناروے نے جولائی 2022 سے مل کر حافظ قرآن بننے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ جس میں ابتدائی طور پر ساٹھ انصار حصہ لیں گے جو دو سال میں آدھ پارہ حفظ کریں گے۔ جو انصار اس میں حصہ لینا چاہتے ہوں وہ اپنا نام اپنے زعیم مجلس صاحب، قائد صاحب تعلیم القرآن یا قائد صاحب عمومی کو لکھوا دیں تاکہ ان کو آدھ پارہ مختص کیا جاسکے۔ ہر حصہ لینے والے کی اس سلسلہ میں ہر ممکن مدد کی جائے گی۔ انشاء اللہ۔ دو سال میں آدھ پارہ (تقریباً 8 سے 10 رکوع) حفظ کرنا بالکل بھی مشکل نہیں۔ ایک سال میں ربع (تقریباً 4 سے 5 رکوع) اور چھ ماہ میں تقریباً دو تین رکوع یا ایک ماہ میں آدھ رکوع یعنی چند آیات بنتی ہیں۔ اس کام کے لئے روزانہ آدھ گھنٹہ وقف کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے ایک دفعہ بارہ افراد کو اڑھائی اڑھائی پارے حفظ کر کے مل کر حافظ قرآن بننے کی تحریک فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 1922 میں تحریک فرمائی کہ تیس افراد جماعت ایک ایک پارہ حفظ کریں اور مل کر حافظ قرآن بن جائیں۔

قرآن کریم حفظ کرنے اور اس کو قائم رکھنے کے لئے ذیل میں دیئے گئے طریقوں پر عمل کریں۔

اخلاص نیت اور دعا کے ساتھ حفظ کا آغاز کریں۔ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا والی دعا پڑھتے رہیں۔ پھر یہ دعا خاص طور پر کریں۔

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ﴿۲۶﴾ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۲۷﴾ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ﴿۲۸﴾ یَفۡقَہُوۡا قَوۡلِیۡ ﴿۲۹﴾ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَہۡلِیۡ ﴿۳۰﴾ سورۃ طٰہٰ

۔ترجمہ: اے میرے ربّ! میرا سینہ میرے لئے کشادہ کر دے۔ اور میرا معاملہ مجھ پر آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔ اور میرے لئے میرے اہل میں سے میرا نائب بنا دے۔

- ۔حفظ کرنے والی آیات کا ترجمہ سیکھنے سے حفظ میں آسانی ہو جاتی ہے۔
- ۔جو آیات آپ حفظ کر رہے ہیں اسکا پرنٹ شدہ حصہ ضرور ہر وقت ساتھ رکھیں۔
- ۔حفظ کی جانے والی آیات پر انگلی رکھ کر اونچی آواز میں پڑھیں اور آنکھوں سے لفظوں کی تصویر ذہن میں بنائیں۔ جب تک مقررہ حصہ یاد نہ ہو اس وقت تک نشست برخواست نہ کریں۔ ایسا کرنے سے انشاء اللہ مستقل مزاجی اور اعتماد میں اضافہ ہو گا۔
- ۔نئے حفظ اور دہرائی میں قرآن کریم کی ریکارڈ شدہ تلاوت کو روزانہ سنیں۔ آجکل تو انٹرنٹ پر حفظ کی ایپس بھی دستیاب ہیں۔ حفظ کی جانے والی آیات کو repeat پر لگا کر بار بار سنیں۔ اس سے آپ کا تلفظ بھی ٹھیک رہے گا۔
- ۔نیا حفظ یا دہرائی کرنے کے دوران وائس ریکارڈ (voice recording) بہت مفید رہتی ہے۔ جب اپنی ریکارڈنگ خود سنیں گے تو اپنی غلطیوں کی خود نشاندہی کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔
- ۔حفظ شدہ حصہ کو اپنی نمازوں میں دہراتے رہیں۔ ہر روز رات کو سونے سے پہلے حفظ شدہ آیات کو ضرور دہرائیں۔ ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں اور حفظ شدہ حصہ ایک دوسرے کو سناتے رہیں۔
- ۔قوائد ترتیل سیکھنے سے آپ کی تلاوت خوبصورت ہو جائے گی۔

قرآن کا کچھ حصہ حفظ کرنے سے اس سے بے پناہ محبت پیدا ہو گی، اپنائیت محسوس ہو گی، دماغ روشن ہوں گے اور معرفت الٰہی کے نئے آسمان کھلیں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اپنی زندگیوں کے مقصد کو حاصل کر سکیں۔ آمین۔ ثم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ (البقرۃ: ۱۲۸)

اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کرلے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

تمام گناہوں کی جڑ
تکبر ، حرص اور حسد

عطاء اللہ کلیم، مربی سلسلہ، جرمنی

اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ کی تعریف میں ''اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ'' فرمایا تو آنحضرت ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں فرمایا: ''بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ'' کہ میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ اخلاق عالیہ کی تکمیل کروں۔ چنانچہ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے جہاں آپ نے اپنے اسوہ حسنہ اور نیک نمونہ سے اخلاق فاضلہ قوم میں پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی وہاں آپ نے ان بنیادی امور کی بھی نشان دہی کی جو انسان کو گناہوں کے اتھاہ سمندر میں دھکیل دیتے ہیں اور اخلاق فاسدہ سے بچاؤ کے لئے دعائیں بھی سکھائیں تا ان دعاؤں کے ذریعہ لوگ اللہ کی رحمت کو جوش میں لا کر اپنی پیدائش کے مقصد کو پورا کر سکیں۔ اخلاق حسنہ کے حصول کے لئے یہ دعا سکھلائی: 'اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَ الْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَ حُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضٰى بِالْقَدَرِ (مشکوٰۃ کتاب الدعوات)۔ یعنی اے اللہ میں تجھ سے صحت اور پاکدامنی اور امانت اور اخلاق حسنہ اور قضاو قدر پر راضی رہنے کی دعا کرتا ہوں۔ تو ساتھ ہی اخلاق فاسدہ سے نجات کے لئے یہ دعا سکھائی: 'اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَ الْاَهْوَاءِ' (مشکوٰۃ کتاب الدعوات) یعنی اے اللہ میں تیری پناہ اور حفاظت چاہتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان دونوں دعاؤں کو باقاعدگی سے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کی عادت بنالے۔ تاہم محض دعاؤں پر اکتفا کرنا اور رسول خدا ﷺ کے ارشادات کو پس پشت ڈالنے سے نہ ہم اخلاق فاسدہ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی اخلاق حسنہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم نے ہمیں ایک اصول بتا دیا ہے جو نہ صرف مادی امور میں ہماری رہنمائی کرتا ہے بلکہ روحانی امور میں بھی ہمیں کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰهُ الْجَزَاءَ الْاَوْفٰى (سورۃ النجم: ۴۰-۴۲) یعنی انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور انسان اپنی کوشش کا نتیجہ ضرور دیکھ لے گا اور اس کو پوری جزاء مل جائے گی۔

عنوان مضمون کے مطابق اب آنحضرت ﷺ کی وہ حدیث درج کی جاتی ہے جس میں آپ نے تین امور کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے۔

عن ابن مسعود رضی الله عنه قال ان النبی ﷺ قال ثلاث هن اصل كل خطيئة فاتقوهن واحذروهن۔ اياكم والكبر فان ابليس حمله الكبر على ان لا يسجد لآدم۔ واياكم والحرص فان آدم حمله الحرص على ان أكل من الشجرة۔ واياكم والحسد فان بنی آدم انما قتل احدهما صاحبه حسدا''۔ (مسلم کتاب البر والصلة)۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے بچو اور ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا۔ اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔

اس حدیث نبوی میں مذکور تین امور جن کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے ان کی وضاحت اور تشریح آیات قرآنی، احادیث نبوی اور تحریرات وملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درج کی جاتی ہے۔ پہلا امر جس کو تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے وہ تکبر ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر کی وجہ ہی سے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ چنانچہ قرآن کریم کی یہ آیات اس حقیقت کو یوں واضح کرتی ہیں:

ولقد خلقناکم ثم صورنٰکم ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس ۔ لم یکن من السٰجدین۔ قال ما منعك الا تسجد اذ امرتك۔ قال انا خیر منه ۔ خلقتنی من نار و خلقته من طین (سورۃ الاعراف) اور ہم نے تمہیں پہلے مبہم شکل میں پیدا کیا تھا جس کے بعد تم کو تمہارے مناسب حال صورتیں بخشی تھیں پھر ملائکہ سے کہا تھا کہ آدم کی اطاعت کرو اس پر فرشتوں نے تو آدم کی اطاعت کی مگر ابلیس نے نہ کی ۔ وہ اطاعت گزاروں میں سے نہیں تھا۔ اس پر خدا نے اس سے کہا کہ میرے حکم کے باوجود تجھے سجدہ کرنے سے کس نے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو اس آدم سے بہتر ہوں۔ تو نے میری فطرت میں آگ رکھی ہے اور اس کی فطرت میں گیلی مٹی کی صفت رکھی ہے۔

اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس سے دور نہ ہو یہ قبول حق اور فیضان الوہیت کی راہ میں روک بن جاتا ہے۔ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ نہ علم کے لحاظ سے ، نہ دولت کے لحاظ سے ، نہ وجاہت کے لحاظ سے ، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے۔ کیونکہ زیادہ تر انہی باتوں سے یہ تکبر پیدا ہوتا ہے اور جب تک انسان ان گھمنڈوں سے اپنے آپ کو پاک صاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک برگزیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ معرفت جو جذبات کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ شیطان نے بھی تکبر کیا تھا اور آدم سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا اور کہہ دیا کہ ''انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین''۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کے حضور مردود ہو گیا۔ اور آدم لغزش پر (چونکہ اسے معرفت دی گئی تھی) اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے لگا اور خدا تعالیٰ کے فضل کا وارث ہوا''۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۶،۲۷۵)

اسی مضمون کو آپ اپنی کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' میں یوں بیان فرماتے ہیں: ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہانوں میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک مؤحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی مؤحد ہونے کا دم مارتا ہے مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا''۔ (آئینہ کمالات اسلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی گہری نظر سے ان باتوں اور ان امور کو بھی تکبر میں شامل فرمایا ہے جن کے متعلق عام انسان کبھی وہم بھی نہیں کر سکتا کہ انہیں بھی تکبر میں شمار کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''۔۔۔وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سر چشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے نہیں سننا چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے

ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے ماموراور مرسل کی پورے طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے ماموراور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔۔۔"۔(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳،۴۰۲)

پھر آپ کس درد بھرے دل سے فرماتے ہیں: "خدایا مجھے ایسے الفاظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر یک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔۔۔"۔(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۴۴۵)

حضرت مسیح موعودؑ نے جو تکبر کو تمام شرارتوں کی جڑ قرار دیا اور تکبر کی باریکیوں سے بھی اجتناب کی نصیحت فرمائی ہے تو وہ بھی اپنے آقا اور مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث کی روشنی میں ہی فرمایا ہے کیونکہ حدیث نبوی ہے "لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الکبر" یعنی جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔(مشکوٰۃ کتاب الادب)

دوسرا امر جس کو آنحضرت ﷺ نے تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا ہے وہ حرص اور لالچ ہے۔ آنحضرت ﷺ ایک دوسری حدیث میں فرماتے ہیں: اگر ابن آدم (انسان) کو دو وادیاں مال کی بھری ہوئی بھی مل جائیں پھر بھی چاہے گا کہ تیسری وادی مال کی بھری ہوئی مل جائے۔ اور ابن آدم (انسان) کا پیٹ صرف (قبر کی) مٹی بھرے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر رجوع برحمت ہوتا ہے جو اس کے حضور توبہ کرتا ہے۔

حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے راستے میں مالی قربانیوں سے دریغ اور دعوۃ الی اللہ کے لئے وقت کی قربانی دینے میں کوتاہی کی وجہ بھی مال کی حرص ہی ہوتی ہے کہ انسان کی ضروریات ختم ہونے میں نہیں آتیں اور دنیاوی عیش و آرام کے حصول کے لئے رات دن کوشاں رہتا ہے۔ اور پھر جب یہ حرص بڑھتی ہے تو پھر ایسا انسان اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ مال حلال طریق سے آرہا ہے یا حرام اور ناجائز طریق سے حاصل کیا جا رہا ہے۔ اور اس طرح یہ مال کی حرص انسان کو گناہوں پر مجبور کر دیتی ہے۔ تبھی تو آنحضرت ﷺ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:

"دو بھوکے بھیڑئے جن کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا خرابی اور فساد کا باعث نہیں بنتے جتنا ایک شخص کا مال کا حرص کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ اس کے دین کی خرابی اور فساد کا موجب ہے۔(مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

تیسرا امر جس کو آنحضرت ﷺ نے تمام گناہوں کی جڑ قرار دیا وہ حسد ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں کہ حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا۔

عید الاضحیہ یا بڑی عید پر مسلمان بھیڑ، بکرے، بچھڑے، گائے، دنبے یا اونٹ کی قربانی کرتے ہیں تو کیا ان قربانی کے جانوروں کا گوشت خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے یا ان جانوروں کا خون خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے؟۔ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ سورہ الحج میں بیان فرماتا ہے: "لَن يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ" یعنی یاد رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس خطرناک بیماری کا ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔"ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب" (مشکوٰۃ کتاب الادب)۔ یعنی حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”حسد انسان میں ایک بہت برا خلق ہے جو چاہتا ہے کہ ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اسکو مل جائے۔ لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اس کا کوئی شریک بھی ہو۔ پس درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدہ لاشریک دیکھنا چاہتا ہے“۔ (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۹۰)

الغرض ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت کو جہاں تمام گناہوں کی جڑ ان تین امور سے حتی الامکان بچنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہمیں ان تینوں امور سے بچا کر رکھے اور مکارم اخلاق سے متصف کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (مطبوعہ: الفضل انٹرنیشنل ۳ اپریل ۱۹۹۸ء تا ۹ اپریل ۱۹۹۸ء)

غزل

تیرے لب کی گلاب سی دُنیا
اس قدر لاجواب سی دُنیا

یوں نہ دُنیا کے بھاگ پیچھے تو
ہے یہ ساری سراب سی دُنیا

تیری آنکھوں میں دیکھ کر پائی
ایک میں نے شراب سی دُنیا

عاشقی میں خراب سا ہو کر
دیکھتا ہوں خراب سی دُنیا

تو اُٹھا کر ذرا اسے پڑھنا
زندگی ہے کتاب سی دُنیا

جا کے ٹھہرا ہوں میں خلاؤں میں
ہو گئی ہے سحاب سی دُنیا

اک بشارت نواب سا مَیں ہوں
ایک دل کی نواب سی دُنیا

(بشارت احمد خان)

تبرکات (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ)

مغفرت الٰہی کے نظارے

ایک مرتبہ مغفرت الٰہی کے مضمون پر غور کر رہا تھا اور اس کے مختلف پہلوؤں کو سوچ کر لطف اٹھا رہا تھا کہ میرے ذہن پر ایک ربودگی طاری ہو گئی اور بعض ایسے نظارے نظر کے سامنے سے گزرے جن کے ساتھ میرے اس مضمون کا تعلق ہے۔ اب خواہ ان معاملات کو دماغی تصور سمجھ لیں، خواہ خیالات کی رو، خواہ نیم مکاشفہ کی حالت اس کا کوئی اثر اصل بات پر نہیں پڑتا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک علمی بات معنوی حالت سے ایک صوری شکل پکڑ گئی ورنہ مطلب اور حقیقت دراصل ایک ہی ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میدان میں ایک عظیم الشان دروازہ، جیسا کہ شادی بیاہ وغیرہ کی تقریبوں میں نصب کیا ہے، مجھ سے کچھ فاصلہ پر لگا ہوا ہے، نزدیک گیا تو اس کے اوپر نہایت خوبصورت حروف میں لکھا ہوا تھا: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ) الرحمٰن:30(ترجمہ: وہ ہر وقت ایک نئی حالت میں ہوتا ہے۔ اور اس بڑے دروازے کے دونوں طرف بھی عجیب وغریب قطعات لگے ہوئے تھے۔ کسی پر لکھا تھا: نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ) الحجر:50(ترجمہ: (اے پیغمبر!) میرے بندوں کو آگاہ کر دے کہ میں بہت ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہوں۔ اور کسی پر۔ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ) النجم:33(ترجمہ: تیرا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے۔ اور کہیں یہ لکھا تھا۔ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ) آل عمران:130(ترجمہ: وہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ کسی جگہ یہ تحریر تھا۔ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ) الزمر:54(ترجمہ: اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ وہ بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ کسی جگہ۔ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ) ابراہیم:11(ترجمہ: وہ تمہیں اس لئے بلا رہا ہے تا کہ وہ تمہارے گناہوں میں سے بعض بخش دے۔ اور کہیں۔ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ) آل عمران:136(ترجمہ: اور اللہ کے سوا کون قصور معاف کر سکتا ہے۔ غرض دونوں طرف مغفرت کے متعلق بیسیوں خوبصورت قطعات لکھے ہوئے تھے۔

میدانِ حشر: میں نے بعض لوگوں کو اس دروازہ پر بطور پہرہ داروں کے معلق دیکھا اور خیال کیا کہ شاید یہ فرشتے ہیں اور ان سے پوچھا کہ کیا میں اندر جا سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: ”ہاں، آج اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے پُر زور مظاہرے ہو رہے ہیں۔ بے شک جاؤ اور دیکھ لو۔ مگر تمہارے ساتھ ایک سرکاری چوکیدار کا ہونا ضروری ہے۔“ یہ کہہ کر ان کے افسر نے اس جماعت میں سے ایک کو میرے ساتھ کر دیا اور کہا کہ ان کا نام غفران ہے، یہ تمہارے ہمراہ رہ کر تمہیں میدان حشر کی سیر کرائیں گے، اس دوران میں تم استغفار پڑھتے رہنا، کسی بات کو دیکھ کر اعتراض نہ کرنا۔ یہ سن کر جونہی میں نے اس صحرائے محشر کی طرف قدم بڑھائے تو فرشتہ غفران نے میرا بازو پکڑ لیا۔ پکڑتے ہی میں اور وہ دونوں گویا اُڑنے لگے، اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ جہاں اور جدھر ہم جانا چاہتے ہیں پل جھپکنے میں جا پہنچتے ہیں۔ چلتے چلتے دیکھتا ہوں کہ جہاں تک نظر کام کرتی ہے انسان ہی انسان ہیں، مگر سب کے سب برہنہ۔ سوائے بعض خاص خاص کے جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ایک ٹولی یہاں ہے تو دوسری وہاں۔ ہر جگہ جمگھٹے لگے ہیں اور ہر جمگھٹے اور مجمع کے درمیان ایک ترازو یعنی میزان نصب ہے۔ اسی طرح جہاں تک نظر کام کرتی تھی یا تو انسان نظر آتے تھے یا میزانیں تھیں یا فرشتے۔ مگر کیا مجال جو ذرا بھر بھی غُل یا شور ہو۔ یوں معلوم ہوتا تھا گویا مردے کھڑے ہیں اور سوائے اس کے جسے بولنے کی اجازت ہو کوئی لفظ کسی کے منہ سے نہ نکلتا تھا۔ یاں یا غفور یا ستار یا غفار کے الفاظ ہر طرف نہایت دھیمی آواز میں سنائی دیتے تھے اور کبھی کبھی جب کسی کی آواز ناواجب طور

پر بلند ہو جاتی تو معاً ایک طرف سے بگل بجتا سنائی دے جاتا۔ وَخَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ فَلَا تَسۡمَعُ اِلَّا هَمۡسًا) طٰہٰ:109 (ترجمہ: اور رحمٰن (خدا کی آواز) کے مقابلہ میں (انسانوں کی) آوازیں دب جائیں گی پس تو سوائے کھُسر پھُسر کے کچھ نہ سنے گا۔ جس پر ایک ایسا سکوت طاری ہو جاتا جیسا آدھی رات کے وقت قبرستانوں میں ہوا کرتا ہے۔

عرشِ عظیم : غرض ایسے نظارے دیکھتے ہوئے ہم آگے بڑھے اور جہاں پہنچے یہی حال دیکھا، حتیٰ کہ میں تھک گیا، اتنے میں غفران نے کہا کہ وہ سامنے عرشِ عظیم ہے۔ میں نے نظر اٹھائی تو سوائے ایک روشنی اور نور کے کچھ نظر نہ آیا۔ مگر خود بخود اس قدر دہشت اور رعب اُس طرف نظر کر کے مجھ پر طاری ہوا کہ میری گھگھی بندھ گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس لاانتہا میدان میں یہ مقام ہر جگہ سے یکساں قریب نظر آتا ہے، اور وہاں کے احکام ہر شخص کو ایسے ہی صاف سنائی دیتے ہیں گویا وہ ہمارے سامنے اور بالکل پاس ہی ہے۔ بے انتہا فرشتے اس جگہ کے گرد چکر لگا رہے تھے۔ کوئی گروہ یہ کہہ رہا تھا: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسۡتَغۡفِرُكَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اور کوئی یہ کہ رَبَّنَا اغۡفِرۡ مَنۡ فِي الۡاَرۡضِ اور کوئی رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ) المومنون :119 (ترجمہ: اے میرے رب! معاف کر اور رحم کر کا ورد کر رہا تھا۔ کوئی یَا غَفُوۡرُ الرَّحِيۡم کا اور کوئی یَا عَفُوُّ یَا غَفُوۡرُ یَا سَتَّارُ یَا غَفَّارُ کا۔ غرض وہ لوگ طرح طرح کے جملے پڑھتے جاتے تھے اور ایک طرف سے آتے اور دوسری طرف غائب ہو جاتے تھے۔

خوشی اور طرب کا سماں : ساتھ ہی بسبب یوم مغفرت ہونے کے ایک خوشی اور طرب کا سماں اس نظارہ پر چھایا ہوا تھا۔ ہر گنہگار کے چہرہ پر آس اور امید کا تبسم موجود تھا۔ لوگوں کے اعمال تُل رہے تھے اور ان کی کمی اور خامیاں فضل اور مغفرت کے انعامات سے پوری ہو رہی تھیں، کیونکہ آج صفت عفو و مغفرت کے مظاہرہ کا دن تھا اور حساب کتاب میں بے حد نرمی تھی۔ گو دوسری طرف کراماً کاتبین بھی اپنا کام کئے جاتے تھے۔ مالک و رضوان بھی گاہے گاہے آپس میں جھگڑ لیتے تھے اور سائقین و شہداء کی کشمکش بھی جاری تھی، مگر آج آخری فیصلہ ان تمام جھگڑوں کا بارگاہ حضرت غفور و رحیم سے ہی صادر ہوتا تھا۔ میں اسی سیر میں مشغول تھا کہ غفران نے مجھے کہا "چل تجھے بعض لوگ دکھلاؤں جنہیں تو جانتا ہے اور ساتھ ہی بعض دلچسپ حالات مغفرت الٰہی کے بھی ملاحظہ کراؤں جن سے عام لوگ ناواقف ہیں۔ باقی یہ حشر اور حساب کتاب تو اسی طرح ہوتا رہے گا اور جس طرح آج بموجب كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِيۡ شَاۡنٍ) الرحمٰن:30 (ترجمہ: وہ ہر وقت ایک نئی حالت میں ہوتا ہے۔ صفت مغفرت کے تقاضا کا دن ہے اسی طرح کوئی دن جلال الٰہی اور انتقام کا آجاتا ہے تو کسی دن قہر و جبروت کا۔ مگر یہ سب ایام ان لوگوں کے اعمال اور حالات کے مطابق آتے ہیں جن کا حساب و کتاب ان اسمائے الٰہی کے مطابق ہونا ہوتا ہے اس عالم میں رحم کی تو کوئی حد نہیں ہاں عدل و انصاف بھی کبھی کبھی ہوتا ہے مگر ظلم کبھی نہیں......... آ چل تجھے بعض تفصیلی باتیں مغفرت الٰہی کے متعلق دکھاؤں تاکہ تیرا ایمان اور محبت اپنے مالک اور آقا سے زیادہ ہو اور تاکہ تو جو ہمیشہ اپنے اعمال کی وجہ سے یاس اور ناامیدی میں گرفتار رہتا ہے کچھ اس عالیشان مغفرت سے بھی آگاہی پائے جو ہر گنہگار کا سہارا اور ہر عاصی کی پشت پناہ ہے اور جس کے بل پر عالمین کی پردہ پوشی اور بخشش ہو رہی ہے۔

انبیاء کا گروہ : یہ سن کر میں اور وہ آگے چلے اور مجمع کے پاس جا کھڑے ہوئے۔ یہ لوگ سب اعلیٰ کپڑے پہنے ہوئے استغفار میں مصروف تھے۔ غفران نے کہا "یہ انبیاء کا گروہ ہے جو دنیا سے ہی معصوم اور مغفور ہو کر یہاں آیا ہے۔"

مغفرت کے نظارے

(1): ذرا اور آگے چلے تو دیکھا کہ ایک شخص کے گناہوں کا پلڑا بہت بھاری ہے اور اس کے نیک اعمال بہت کم ہیں۔ دوزخ کے فرشتے اُسے اپنی طرف کھینچنے لگے تو

بارگاہِ الٰہی سے آواز آئی۔ ”فلاں نیک شخص کو مع اپنے اعمال نامہ کے حاضر کرو۔“ یہ کہنا تھا کہ وہ شخص وہاں موجود کر دیا گیا۔ فرمایا: ”یہ اس گنہگار کا بیٹا ہے، اس کا اعمال نامہ بھی دیکھو“ جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہمیشہ اپنے ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت مانگا کرتا تھا۔ حکم ہوا کہ بیٹے کی ان دُعاؤں کو بھی باپ کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈال دو۔ اُن کا ڈالنا تھا کہ پلڑا جھک گیا اور بہشت کے فرشتے اسے اپنے مونڈھوں پر بٹھا کر لے گئے۔ (2) جب ہم آگے بڑھے تو اسی طرح کا ایک اور گنہگار اپنی قسمت کو رو رہا تھا۔ حکم ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر کتنے مومنین نے دعائے مغفرت کی ہے؟ جب اس کا حساب لگایا گیا اور وہ دُعائیں جو محض ناواقف راہ گزروں نے اس کی قبر پر کی تھیں، وزن کی گئیں تو وہ بھی کُودتا پھاندتا مغفرت کے ملائکہ کی گود میں بیٹھ کر وہاں سے رخصت ہوا۔ (3) آگے چلے تو ایک اور گنہگار کئی اعمال صالحہ کی وجہ سے متاسف کھڑا تھا۔ حکم ہوا کہ جس جس شخص نے کسی قسم کی حق تلفی اس کی کی ہے یا اس کی غیبت وغیرہ کی ہے ان لوگوں کی نیکیاں ان کی حق تلفیوں اور غیبتوں کے عوض اسے دے دو۔ میں نے دیکھا کہ اوروں کی ہزاروں نیکیاں اس طرح اس شخص کے حصہ میں آگئیں اور وہ بخشا گیا۔ (4) ذرا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص وہاں بھی اپنے مالک کے پنجے میں گرفتار ہے۔ آواز آئی یہ تو فلاں کتاب کا مصنّف ہے جس کی وجہ سے کئی نسلوں نے نیکی اور اسلام سیکھا ہے۔ پس اس کتاب کے پڑھنے کی وجہ سے ہر نیکی کرنے والا نہ صرف نیکی کا ایک اجر خود پائے گا بلکہ اتنا ہی اجر مصنّف کو بھی ملے گا۔ چنانچہ حساب کتاب کیا گیا تو ایک لاانتہاء خزانہ باقیات الصالحات کا اس مصنف کے قبضہ میں آگیا۔ مالک نے اپنی گرفت ڈھیلی کر دی اور رضوان کا اسسٹنٹ اسے لے کر اپنے ہاں چلا گیا۔ (5) اور آگے چلا تو دیکھا کہ ایک عورت کھڑی رو رہی ہے، اس کا اعمال نامہ بدکاری سے بھرا پڑا ہے، ایک یاس اور نا امیدی کی اس پر طاری ہے آواز آئی کہ ”اس فاسقہ وفاجرہ عورت نے کوئی پسندیدہ عمل بھی کیا ہے؟“ کراماً کاتبین میں سے ایک بولا کہ حضور! ایک دن جنگل میں سفر کر رہی تھی اور ایک کتا پیاس کے مارے زبان لٹکائے کنویں کے کنارے ہانپ رہا تھا۔ یہ اس کنویں میں اُتری، آپ پانی پیا، پھر اپنی جوتی میں پانی بھر کر سامنے لائی اور کتے کو پلایا۔ ارشاد ہوا ہم نکتہ نواز ہیں، ہمیں اس کا یہ عمل اتنا پسند آیا تھا کہ ہم نے اسی وقت اسے بخش دینے کا عہد کر لیا تھا، اب ہماری مغفرت کی چادر اس پر ڈال دو اور جہاں جانا چاہتی ہے اسے لے جاؤ۔ (6) پھر آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک شور سا برپا ہے۔ ایک عاجز گنہگار ہے اور پاس ہی ایک مرصع نیکوکار۔ اس گنہگار کی بداعمالیاں دیکھ کر وہ نیکوکار کہنے لگا کہ خدا کی قسم! تجھے خدا کبھی نہیں بخشے گا اس بات پر حاضرین میں چہ مگوئیاں ہونے لگیں اور بعض لوگ کہنے لگے یہ مولانا سچ فرماتے ہیں یہ شخص ایسا ہی ہے۔ بارگاہِ الٰہی کی طرف سے اشارہ ہوا کہ اے شخص تو کون ہے میری مغفرت پر قسم کھانے والا؟ جاؤ ہم نے اسے تو بخش دیا اور تیری بابت فیصلہ بعد میں صادر ہو گا اور وہ شخص ہنستا کُودتا بہشت کے دروازے کی طرف بھاگا۔ (7) اسی طرح پھر ایک گروہ میں بعض آدمیوں کا حساب کتاب ہو رہا تھا۔ یہ لوگ مومن تو تھے مگر ان کے اعمال نامے نیکیوں سے خالی تھے، کیونکہ گو وہ اپنے وقت کے نبی پر ایمان لائے تھے مگر عمر نے وفا نہ کی اور جلد ہی فوت ہو گئے، بعض کے اعمال صالحہ تو محض صفر ہی تھے۔ ایسے لوگوں کا فیصلہ بارگاہِ الٰہی سے اس آیت کے ماتحت کیا گیا۔ اِنَّا نَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَاۤ اَنۡ کُنَّاۤ اَوَّلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ) الشعراء: 52 (ترجمہ: ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے گناہ اس وجہ سے معاف کر دے گا کہ ہم سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے بن گئے۔ یعنی یہ چونکہ شروع میں ہی نبی کو مان گئے تھے اس لئے ان کا اَلسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ میں ہونا ہی ان کی مغفرت کے لئے کافی ہے، خواہ مسلمان ہو کر ایک عمل بھی نیک نہ کیا ہو۔ (8) یہاں سے ہم اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ وہاں حضرت یعقوبؑ کی اولاد اپنی میزان پر سے نجات پا کر آرہی تھی اور ان کی نجات کا باعث دعائے بزرگان تھی یعنی ان کے باپ کی وہ دعائیں جو ان کی درخواست

یٰۤاَبَانَا اسۡتَغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَاۤ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیۡنَ) یوسف: 98 (ترجمہ: اے ہمارے باپ! آپ ہمارے حق میں (خدا سے) ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کریں۔ ہم یقیناً خطا کار ہیں۔ کے جواب میں بوعدہ اَسۡتَغۡفِرُ لَکُمۡ رَبِّیۡ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ) یوسف: 99 (ترجمہ: میں (ضرور) تمہارے لئے

اپنے رب سے بخشش طلب کروں گا۔ یقیناً وہی ہے جو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ کی گئی تھی۔ (9) ایک جگہ دیکھا کہ چند شخص اپنے گناہوں کی مصیبت میں گرفتار ہیں اور نجات کی شکل صورت نظر نہیں آتی ہے۔ حکم ہوا کہ اچھا بتاؤ کہ اس دائیں طرف والے کا جنازہ کس کس نے پڑھا تھا؟ معلوم ہوا کہ چالیس موحد مسلمان اس کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے۔ ارشاد ہوا کہ مالک! اسے چھوڑ دے، ہم نے ان چالیس مومنوں کی شفاعت جو انہوں نے نماز جنازہ میں اس کے لئے کی تھی قبول کر لی۔ پھر بائیں طرف والے کی باری آئی تو معلوم ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد اس شہر کے اکثر اہل اللہ نے اسے نیکی سے یاد کیا تھا اور تعریف کی تھی کہ اچھا مسلمان آدمی تھا۔ فرمایا ان کی تعریف کی وجہ سے اسے بھی چھوڑ دو۔ پھر تیسرے کے بارے میں سوال پیدا ہوا کہ اس کا کیا حال ہے؟ فرشتوں نے عرض کیا کہ صرف دو مومن تھے جو اسے مرنے کے بعد نیک اور اچھا کہتے تھے۔ ارشاد ہوا چلو اسے بھی جانے دو۔ چوتھے گنہگار کی بخشش اس لئے ہوگئی کہ اس کے جنازہ میں تین صفیں مسلمانوں کی تھیں۔ پھر اور آگے چلے تو دیکھا کہ ایک گنہگار مسلمان اس لئے رہائی پا گیا کہ اس کے تین بچے اس کی زندگی میں ہی فوت ہوگئے تھے۔ اور ایک مومن عورت صرف ایک بچہ کی موت کا صدمہ اٹھانے کی وجہ سے بخش دی گئی۔ ایک میاں بیوی نظر آئے، ان کا حساب کتاب ہو رہا تھا، اتنے میں ایک دو برس کا بچہ دوڑتا ہوا کہیں سے آ گیا اور کہنے لگا کہ یہ میرا باپ ہے اور یہ میری ماں۔ مَیں جنت میں نہیں جاؤں گا جب تک ان دونوں کو ساتھ نہ لے جاؤں۔ حاضرین کی آنکھوں میں یہ نظارہ دیکھ کر آنسو آ گئے۔ اتنے میں ایک اور والدین کا مقدمہ پیش ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹا سا بچہ، جس کے آنول نال بھی اس کے ناف کے ساتھ ہی تھے، چیخنے چلانے لگا اور کہنے لگا اے رب! میں اسقاط شدہ بچہ ہوں اور تیرے فضل سے مجھے جنت میں رہنے کی اجازت ملی ہے۔ مگر میں ہر گز وہاں اپنے ماں باپ کو دوزخ میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ حکم ہوا کہ تیری خاطر ہم نے ان کی مغفرت کر دی، لے جا ان کو بھی جنت میں۔ وہ بچہ بھی اپنی آنول نال کے ساتھ اپنے والدین کو کھینچتا ہوا جنت کی طرف لے گیا اور سب دیکھنے والے چشم پُر آب تھے۔ (10) پھر ہم آگے چلے۔ ایک شخص کے اعمال نامہ میں کچھ کسر تھی۔ وہ اس طرح پوری کی گئی کہ چونکہ وہ اپنے بزرگ والدین کی قبر کی ہر جمعہ کے دن زیارت کرتا تھا اس لئے اُسے چھوڑ دیا گیا۔ دائیں طرف ایک ایسا جم غفیر نظر آیا، جس کے لوگ اپنے اعمال کے وزن کی رُو سے بہت ناقص ثابت ہوئے تھے، مگر ان سب کی بخشش اس لئے ہوئی کہ ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام رات صبح تک کھڑے یہ دُعا فرماتے رہے تھے۔ اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ) المائدہ:119 (ترجمہ: اگر تُو انہیں عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تُو انہیں بخشنا چاہے تو تُو بہت غالب (اور) بڑی حکمتوں والا (خدا) ہے۔ پس اس دُعا کی مقبولیت کے نتیجہ میں امت محمدیہ کے یہ سب لوگ نجات پا گئے۔ (11) وہاں سے چلتے چلتے ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک قاتل کھڑا تھا۔ اس کی بابت یہ سنا کہ اس شخص نے ننانوے خون کئے تھے اس کے بعد اس کے دل میں توبہ کی خواہش پیدا ہوئی اور وہ ایک راہب کے پاس گیا اور کہا "میری توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟" راہب نے جواب دیا "ہر گز نہیں" اور اس نے غصہ میں آکر راہب کو بھی مار ڈالا۔ پھر وہ آگے چلا لوگوں نے اسے ایک بزرگ کا پتہ دیا کہ شاید وہاں تیری توبہ کی کوئی صورت نکلے۔ یہ قاتل اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں ایک جگہ وہ قضائے الٰہی سے مر گیا۔ اس پر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ایک ظالم ڈاکو اور قاتل ہے اور دوسرے کہتے تھے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے، مگر یہ تو توبہ کرنے والا تھا۔ غرض ایک ہنگامہ اس امر پر برپا تھا۔ میں نے سنا کہ بارگاہِ الوہیت سے فرمان صادر ہوا کہ بتاؤ اس کی نعش میں اور اس کے وطن میں کتنا فاصلہ تھا؟ اسی طرح اس کے مرنے کی جگہ میں اور اس بزرگ کے شہر میں کتنا فاصلہ تھا؟ حضرت میکائیل کے محکمہ سے رپورٹ ہوئی کہ اس کی نعش اس بزرگ کی بستی سے بقدر ایک بالشت نزدیک تھی۔ ارشاد ہوا۔ ہم نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور اسے بخش دیا، اس پر ہماری مغفرت کی چادر ڈال دو۔ (12) "پھر اور آگے چلے۔ ایک جگہ ایک بہت بڑے گنہگار کا مقدمہ پیش ہو رہا تھا۔ کراماً کاتبین نے عرض کیا۔ یا اللہ العالمین! یہ شخص دن کو تو گناہ کرتا تھا اور رات کو روتا تھا کہ اے میرے رب! میں نے قصور کیا ہے، مجھے معاف فرما۔ اس پر حضور کے

ہاں سے اس کا قصور معاف فرمایا جاتا اور ارشاد ہوتا میرا یہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور ان کے سزا دینے پر بھی قادر ہے۔ سوائے فرشتو! گواہ رہو میں نے اسے بخش دیا۔ اس کے کچھ دن بعد وہ پھر گناہ کرتا تھا اور رات کو پھر اسی طرح دُعا کرتا تھا کہ خدایا میرے گناہ بخش دے اس وقت دوبارہ احدیت سے یہ حکم صادر ہوتا تھا کہ میرا یہ بندہ یقین رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ پر گرفت بھی کر سکتا ہوں اور اسے معاف کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہوں، سو تم گواہ رہو کہ میں نے اسے پھر بخش دیا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ پھر گناہ کرتا تھا اور بعد میں اسی طرح پھر توبہ استغفار کرتا تھا اور حضور یہی ارشاد فرماتے تھے کہ میرا یہ بندہ یقین رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ پر پکڑ بھی سکتا ہوں اور اسے معاف بھی کر سکتا ہوں۔ پس اسی طرح یہ شخص عمر بھر گناہ کرتا رہا اور اس کا اعمال نامہ سیاہ ہوتا رہا۔ اب جو کچھ ارشاد ہو کیا جائے۔ فرمایا کہ مَیں نے تو تین دفعہ کے بعد ہی کہہ دیا تھا۔ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَاشَاءَ میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا، اب جو جی چاہے کرے۔ کیا یہ حکم ریکارڈ میں نہیں آیا؟ آخر ڈھونڈنے سے اس فرمان کی نقل بخاری اور مسلم میں مل گئی اور اس ملزم کی خلاصی ہوئی۔ (13) اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص کا مقدمہ پیش ہے کرام الکاتبین نے عرض کیا۔ علاوہ اور قسم کے گناہوں کے اس پر ایک الزام یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میری نعش کو جلا کر آدھی راکھ ہوا میں اُڑا دینا اور آدھی سمندر میں ڈال دینا، کیونکہ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر گرفت کی تو مجھے ایسا عذاب ملے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملا ہوگا۔" خیر کچھ مدت کے بعد وہ شخص مر گیا اور لڑکوں نے اس کی وصیت پر عمل کر دیا۔ جزا کے دن اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے وہ پھر زندہ کیا گیا ہے اس کی بابت کیا فرمان ہے؟" ارشاد ہوا" اس سے پوچھو کہ تو نے ایسا کام کیوں کیا؟ " وہ شخص کہنے لگا" میرے خداوند! میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا اور ہمیشہ بد عملیوں ہی میں مصروف رہا۔ اس لئے اے رب! میں نے یہ بات تیرے ڈر کے مارے کی اور تُو خود سب حقیقت جانتا ہے۔ "حضور باری نے یہ سن کر فرمایا" یہ سچ کہتا ہے، اسے چھوڑ دو۔ اس کے دل میں ضرور میرا حقیقی تقویٰ اور خوف موجود تھا۔ (14) "ایک طرف کچھ آدمی خوش خوش جنت کی سڑک پر جا رہے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ تمہاری نجات ہو گئی؟ کہنے لگے "ہاں" پوچھا کیونکر؟ کہنے لگے کہ جب ہم کو ذاتِ باری نے مصیبت میں مبتلا دیکھا تو فرمایا میرا تو ان لوگوں سے وعدہ ہے کہ ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ مَیں نے کہا یہ وہ وعدہ کیا تھا؟ کہنے لگے کہ حضور احدیت نے اپنے رسول کی معرفت ہم سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ مَنْ کَانَتْ لَہٗ اُنْثٰی فَلَمْ یُؤْدِھَا وَلَمْ یُھِنْھَا وَلَمْ یُؤْثِرْ وَلَدَہٗ عَلَیْھَا یَعْنِیْ الذُّکُوْرَ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ" جس شخص کی ایک بیٹی ہو، پھر نہ وہ اسے زندہ گاڑ دے اور نہ ذلیل رکھے اور نہ ترجیح دے اس پر اپنے بیٹوں کو تو اللہ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔" پس اس بات پر عمل کی وجہ سے ہم پر خدا کا فضل ہو گیا ہے۔ (15) اسی طرح ایک عورت کو دیکھا کہ باوجود اس کے کہ اس کی عبادتیں یعنی روزے، نمازیں اور صدقے بہت ہی کم تھے، تاہم اس لئے جنتی ہو گئی کہ وہ اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے کبھی کوئی تکلیف نہ دیتی تھی اور سب اس سے خوش تھے۔ (16) غرض ہم اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ ایک عظیم الشان گروہ شہداء کا دیکھا جن کی گنتی اور حدود بست خیال و وہم سے بالاتر تھی۔ غفران نے بتایا کہ ان میں سے تلوار سے خدا کی راہ میں شہید ہونے والے بہت کم ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی مغفرت اور رحم نے شہید بنانے کے لئے اور بہت سے سامان محض اپنے فضل سے پیدا کر دیئے۔ مثلاً جو شخص خدا کے دین کی خدمت کے کسی کام میں بغیر تلوار کے بھی اپنی موت مر جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو مومن طاعون سے مر جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو عورت بچہ جن کر مرے وہ بھی شہید ہے۔ جو ذات الجنب سے مرے وہ بھی شہید ہے۔ جو دستوں کی بیماری سے مرے وہ بھی شہید ہے۔ جو دب کر مرے وہ بھی شہید ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض شہادت، مغفرت اور بلندئ درجات کے ایسے بہت سے راستے کھول دیئے ہیں کہ اگر مومن خدا کا شکر کرتے کرتے مر بھی جائیں تو بھی اپنے مالک کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ یہاں تک کہ جو شخص شہادت کے لئے دعا مانگتا ہے پھر خواہ اپنے بستر پر ہی اس کی جان نکلے وہ بھی شہید ہی شمار ہوتا ہے۔ (جاری ہے۔ مزید استفادہ کے لیے اصلی کتاب یا انٹرنیٹ پر alilsm.org سے رجوع کریں۔ جزاک اللہ)

اک دن یہ صبح زندگی کی تم پر شام ہے

محمد انیس دیالگڑھی

موت ایسی تلخ اور اٹل حقیقت ہے کہ جس سے کسی کو مفر نہیں،

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اے عزیزو۔ سوچ کر دیکھو ذرا موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا

اسی مضمون کو مرزا شوق لکھنوی نے یوں بیان کیا ہے

موت سے کس کو رستگاری ہے آج وہ کل ہماری باری ہے

غالب کہتا ہے

رہا گر کوئی تا قیامت، سلامت پھر اک روز مرنا ہے حضرت۔ سلامت

یعنی: دنیا بھی اک سرا ہے۔ بچھڑے گا جو ملا ہے گر سو برس رہا ہے۔ آخر کو پھر جدا ہے

موت وحیات کے بارے میں انسان ہمیشہ سوچتا چلا آیا ہے۔ موت ہی نہیں بلکہ انسان اپنی پیدائش کے بارے میں بھی مجسم سوال ہے۔

درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب کس طرف سے آئے تھے۔ کیدھر چلے

اور ذوق کہتا ہے لائی حیات آئے۔ قضا لے چلی چلے اپنی خوشی نہ آئے۔ نہ اپنی خوشی چلے

غرض حیات و ممات کے موضوع پر شاعروں نے بہت لکھا اور نئے نئے مضمون باندھے اور فلسفیوں نے اپنا اپنا فلسفہ بگھارا مگر حیات و ممات کا راز ان پر نہ کھلا

یہ حیات کیا ہے یہ ممات کیا۔ یہ عدم ہے کیا یہ وجود کیا تیری کائنات کا راز تو۔ نہ کسی پہ تیری قسم کُھلا

ہے یہ لامکان و مکان کیا۔ ہیں رموز و سر جہان کیا کوئی کیسا ذہن رسا ہو اُس پہ بہت کھلا بھی تو کم کھلا

(صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ)

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کسی سوچ میں گم تھا۔ ایک بزرگ نے پوچھا کہ عالی جاہ کیا بات ہے۔ کس سوچ میں غرق ہیں؟ بادشاہ نے کہا کہ سوچ رہا ہوں کہ یہ زندگی کتنی خوبصورت، دل فریب اور نشاط انگیز ہے اگر موت نہ ہو تو۔ بزرگ نے بے ساختہ و برجستہ جواب دیا۔ حضور اگر موت نہ ہوتی تو آپ کبھی بادشاہ نہ بنتے ع نہ ہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا

موت کا خیال کر کے بسا اوقات اچھی بھلی زندگی کا مزہ بھی کرکرا ہو جاتا ہے اور یہ خیال انسان کو مزید دکھی اور مایوس کر دیتا ہے کہ یہ دنیا میرے بعد بھی اسی طرح رہے گی اور اس کی رونق اور چہل پہل کم نہ ہو گی۔ کروڑوں آئے اور چلے گئے مگر دنیا اسی طرح قائم و دائم اور کاروبار زندگی رواں دواں ہے۔

عرفی شیرازی کہتا ہے گمان مبر کہ چون بگذری جہان بگذشت ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست

غالب کہتا ہے غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں روئیے زار زار کیا۔ کیجئے ہائے ہائے کیوں

ایک اور شاعر کہتا ہے کہ خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی ہزاروں اُٹھ گئے پھر بھی وہی رونق ہے مجلس کی

اور موت کسی کو بھی نہیں چھوڑتی نہ بڑے کو نہ چھوٹے کو نہ امیر کو نہ غریب کو

نہ گورِ سکندر رہے۔ نہ ہے قبرِ دارا مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

گو بعض دفعہ شاعری کی ترنگ میں شاعر یوں بھی کہہ دیتا ہے کہ

کشتی کو ہے ڈوبنے کی خواہش ساحل بھی قریب آ گیا ہے

یا پھر موت کا کیا کام جب اس شہر میں زندگی جیسی بَلا موجود ہے (کاشف حسین)

مگر موت کا خیال پھر بھی اس کا دامن نہیں چھوڑتا اور ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ ع بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن

انسان کو اپنے پیاروں کی یاد بھی ستاتی ہے ان پیاروں اور ان حسینوں کی یاد جن کے ساتھ وہ رہتا تھا اور جن کو دیکھ کر جیتا تھا مگر اب

پڑے ہیں خاک میں۔ چھوڑا ہے شہ نشینوں کو قضا کہاں سے کہاں لے گئی حسینوں کو

وہ پوچھ بھی نہیں سکتا کہ وہ گئے کہاں اور پوچھے بھی کس سے؟

ہاں اس کو اس خاک پر غصہ آتا ہے جس میں مل کر وہ خاک ہو گئے

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ او لئیم تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے

کبھی کبھی وہ خوشنما پھولوں کو دیکھ کر ان پیاروں کو یاد کرتا ہے جن کے دَم سے بہار تھی

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

مگر پھر اُس کی ہمت جواب دے جاتی ہے اور وہ اُن کے بارہ میں سوچنا بھی نہیں چاہتا کہ یہ امر اس کے لئے تکلیف دہ ہے

اب یادِ رَفتگاں کی بھی ہمت نہیں رہی یاروں نے کتنی دور بسائی ہیں بستیاں

مگر عارف باللہ کا تو حال ہی الگ ہے اور رنگ ہی اور ہے اُس کے لئے موت وصالِ یار کی نوید ہے۔ دنیا چھوڑتے وقت اس کا نعرہ یہی ہوتا ہے

بالرفیق الاعلیٰ

یعنی جنت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا اُس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا

وہ خاک میں مل کر خاک ہو جانے سے نہیں ڈرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ وہ اس فلسفے سے خوب واقف ہیں کہ "جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا" وہ خاک میں ملنے کے لئے بے چین اور بے قرار رہتے ہیں کیونکہ وہ خاک میں نہیں ملتے بلکہ اپنے محبوب حقیقی اور یارِ ازلی ابدی سے جا ملتے ہیں

تیرے ملنے کے لیے ہم مِل گئے ہیں خاک میں تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

اور اس حالت اور کیفیت سے دوسروں کو سرشار کرنے کے لئے بھی وہ عمر بھر کوشاں رہے اور یہ نصیحت کرتے رہے کہ

اے حب جاہ والو۔ یہ رہنے کی جا نہیں اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں
دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اک نظر سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر
اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے اک دن یہ صبح زندگی کی تم پر شام ہے
وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

”خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو“

(ڈاکٹر احمد رضوان صادق۔ صدر مجلس انصاراللہ ناروے)

انسان کی فطرت میں جہاں ایک طرف اپنے خالق کی جستجو کی خواہش رکھی گئی ہے وہاں دوسری طرف تسکین کی جستجو بھی پائی جاتی ہے۔ اور ان میں ایک نسبت یہ ہے کہ اگر اپنے پیدا کرنے والے سے تعلق قائم ہو جائے تو سکون خود بخود نصیب ہو جاتا ہے۔ مگر دنیوی خواہشات اور بے جا مصروفیات کی وجہ سے جہاں وہ اپنے پیدا کرنے والے کو بھول جاتا ہے وہاں بے سکونی کا شکار بھی رہتا ہے۔ پھر سکون کے حصول کے لئے تو نت نئے طریقے ڈھونڈتا رہتا ہے۔ قدرت اس کی مدد بھی کرتی ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جتنی بھی مادی ترقی اور ایجادات ہوئی ہیں وہ اسی سکون اور آسانیوں کی تلاش میں ہی ہوئی ہیں۔ اس طرح ظاہری سکون تو شائد مل جاتا ہو مگر چونکہ خالق سے تعلق کی کوشش نہیں کرتا اس لئے حقیقی اور دائمی سکون سے محروم رہتا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان بھی عمومی طور پر بے چینیوں کا شکار ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے خالق سے تعلق کے دعوے دار ہیں، ان کے پاس قران کریم بھی ہے جس میں الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کی تعلیم بھی ہے۔ لوگ ظاہری طور پر ذکر بھی کرتے ہیں مگر پھر بھی سکون سے محروم ہیں۔ ہسپتال میں کام کے دوران اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جتنا ایک مسلمان اپنی بیماری سے بے چین ہو جاتا ہے اتنے دوسرے لوگ عموماً نہیں ہوتے۔ اس سے بھی پتا چلتا ہے کہ ان کا ذکر ظاہری زبان سے آگے نہیں جاتا۔

پھر ہم احمدی مسلمان ہیں، دوسروں سے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہیں۔ مگر ہم بھی بہت سی کمزوریوں کا شکار ہیں۔ ہمیں بھی دیکھنا ہے کہ کیا ہم اللہ اور اس کے رسول کی تعلیم پر اس طرح عمل کر رہے ہیں کہ جس طرح عمل کرنے کا حق ہے۔ کیا ہمیں حقیقی سکون حاصل ہے۔

ایک حقیقی مومن کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے، اس کا قرب مل جائے۔ اسکی محبت نصیب ہو۔ پھر ہر مومن ان ہستیوں سے بھی محبت کرتا ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کا پتا دیا۔ اس کی راہ دکھانے میں انسان کی راہنمائی کی۔ میری مراد انبیاء علیہ السلام ہیں۔ خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔

ہم میں سے بعض کی یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ کاش ہم آنحضور ﷺ کے زمانے میں ہوتے یا پھر حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں ہوتے اور براہ راست نبی سے فیض پاتے، صحابہ میں شمار ہوتے۔ اور انکی طرح قربانیوں کا موقع پاتے، دین کی خوب خدمت کرتے، ذکر کے اعلیٰ معیار پر ہوتے اور اس کا قرب پاکر اطمینان قلب پاتے۔ اب ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ ہم مادی طور پر اس زمانے میں جا سکیں۔ مگر تاریخ کے تناظر میں ایک خوش خبری میں آپ کو دے سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ انسان کو قرب الٰہی اور سکون قلب کے حصول کے مواقع عطا فرماتا ہے جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنی اصلاح کر سکتا ہے۔ پہلے لوگوں کی طرح وہ قربانیاں پیش کر سکتا ہے اور اسی طرح دین کی خدمت کر سکتا ہے جنہیں وہ پہلے زمانہ کے لوگوں پر رشک کرتے ہوئے حسرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ عموماً انسان ایسے موقعوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ خدمت اور قربانی کا وقت آتا ہے تو اس سے گریز کرتا ہے۔ اور اس طرح ذکر الٰہی

بھی اس طرح نہیں کرتا جس طرح اس کے کرنے کا حق ہے۔ وقت گذر جاتا ہے اور پھر انسان بعد میں اس وقت کو حسرت کی نظر سے دیکھتا ہے کہ کاش ان موقعوں سے فائدہ اٹھالیا ہوتا مگر جیسے کہ آپ جانتے ہیں وہ وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”تمہیں خوش خبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کی توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازے میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں“ (الوصیت روحانی خزائین جلد ۲۰ ص۳۰۸و۳۰۹)

اب ہم اس پر مزید غور کرتے ہیں کہ ”دین کی خدمت“ کیا ہے۔ دراصل دین کی خدمت تو یہی ہے کی اس کی ضرورتوں اور اسکے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر طرح کی قربانی دی جائے جس میں جان، مال، وقت، اولاد اور نفس کی قربانی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر پہلے خود اللہ کے تمام حکموں پر عمل کرنا اور پھر دوسروں کو اس کی ترغیب دینا ہی دین کا بنیادی تقاضہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مومنوں کی نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ و مما رزقنا هم ينفقون یعنی ہم نے جو کچھ بھی ان کو عطا کیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اس میں صرف مال کی بات نہیں بلکہ ہر وہ نعمت شامل ہے جو اللہ نے عطا کی ہے۔ اس میں علم بھی ہے، وقت بھی ہے، اولاد بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام نعمتوں اور صلاحیتوں کے شکر کا بہترین طریق بھی یہی ہے کہ انہیں خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ دوسروں کی خدمت کی جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچاوے۔

اب خدمت دین کا یہ کام اجتماعی طور پر بھی ہو سکتا ہے اور انفرادی طور پر بھی ہو سکتا ہے۔ اجتماعی طور پر مختلف تنظیموں کا قیام ہے جیسے مجلس انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ وغیرہ اور ان کے عہدے داران ہیں۔ پھر واقفین زندگی کا نظام ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پاس خلافت کے سائے میں دین کی خدمت کے لئے ایک مربوط نظام قائم ہے جس سے دوسرے محروم ہے۔ اور یہ خلافت ہی ہے کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہے۔

انفرادی طور پر اپنی حالتوں کو بہتر بنانا اپنا ہر کام ایمانداری سے کرنا اور ہر کام کرتے وقت یہ مد نظر رکھنا کہ کہ اللہ تعالی مجھے دیکھ رہا ہے۔ غرض اگر انسان کے دنیوی امور بھی اللہ کے حکموں کے ماتحت ہوں تو یہ امور بھی عبادت بن جاتے ہیں اور خدا تعالی کی رضا کا باعث ہو جاتے ہیں۔ کسی بزرگ نے اپنے بیٹے کو کسی دوسری جگہ تبلیغ کے لئے بھیجا تو یہ نصیحت کی کہ کوشش کرنا کہ تبلیغ کے لئے الفاظ اور دلائل پیش نہ کرنے پڑیں۔ (یعنی لوگ آپ کے اخلاق اور کردار سے متاثر ہوں)۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے خود عباد الرحمٰن کی صفات پیدا کریں پھر اسکی تعلیم دوسروں کو دیں۔ خود قول سدید سے کام لیں، دوسروں کے حق کا خیال رکھیں، انکے کام آئیں، بے حیائی کی باتوں سے بچیں، یتیم کے مال کا خیال کریں، عدل وانصاف کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ ہمارا ناپ تول درست ہو، زمیں پر اکڑ کر نہ چلیں، وہ موقف اختیار نہ کریں جس کا ہمیں کوئی علم نہیں، ہر کام میں خدا تعالیٰ کی رضامندی پیش نظر رکھیں۔

اگر ہم حقیقی سکون کی تلاش میں ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے سے ہی حاصل ہوتا ہے جن میں سے ایک راہ خدمت دین ہے۔ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اسے دین کی خدمت کے لئے چن لیتا ہے۔ یعنی یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اور یہ محض اس کا فضل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ آیت ۵۵ میں فرماتا ہے

ذالك فضل الله يوتيه من يشا ۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ جب خدا ہی کسی کو اسکی توفیق دیتا ہے تو پھر ہمیں چاہیے کہ ہم اسی سے ہی اسکی توفیق بھی مانگیں۔ اسی طرح ہم اسکے انعامات کے امیدوار بن سکتے ہیں۔

خدمت دین کا اجر: سورۃ النساء آیت ۹۶، ۹۷ میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دو گرہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے۔۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا. دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. ”مومنوں میں سے بغیر کسی بیماری کے گھر بیٹھ رہنے والے اور (دوسرے) اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والے برابر نہیں ہوسکتے۔ اللہ نے اپنے اموال اور جانوں کے ذریعہ جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک نمایاں مرتبہ عطا کیا ہے۔ جبکہ ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کی ہی وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک اجر عظیم کی فضیلت عطا کی ہے۔ (یہ) اس کی طرف سے درجات اور بخشش اور رحمت کے طور پر (ہے)۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے“۔

ان آیات سے یہ بڑا واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے سب مومنین سے حسن سلوک کا وعدہ فرمایا ہے لیکن مجاہدین کے ساتھ جو غیر معمولی فضلوں کا سلوک ہے اس کی بیٹھ رہنے والوں کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ اب آج جب کہ رسول کریم ﷺ کے دور کی طرح تلوار کے جہاد کا زمانہ تو نہیں رہا مگر ہمیں کئی قسموں کے جہاد کا سامنا ہے۔ اس میں ایک قلم کا جہاد کا ہے، دین کی تبلیغ کا جہاد ہے، برائیوں سے بچنے کا جہاد ہے، تربیت اولاد اور سب سے بڑھ کر اپنے نفس کا جہاد ہے۔ تو وہ لوگ جو ایسے جہاد میں شامل ہونگے اللہ تعالیٰ انہیں بھی غیر معمولی فضلوں سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے مجاہدین کو بھی اجر عظیم عطا فرمائے گا، درجات بلد کرے گا، اور ان کے ساتھ بخشش اور رحمت کا سلوک فرمائے گا۔ ان کے اعمال بہتر ہو جائیں گے اور انہیں روح کا سکون بھی نصیب ہو گا۔ اس سے زیادہ تو کوئی اجر ہو نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے ”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک قدر منزلت اسی شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہو۔۔۔ ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مر جاویں“ (الحکم ۷ فروری ۱۹۳۶)

اب یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ جن لوگوں نے خدمت دین کی انکے ساتھ اور انکی نسلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا واقعی ایسا سلوک کیا۔ جماعت میں ایسی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں کی جن بزرگوں نے اپنی زندگی خدمت دین میں گذاری انکی نسلیں آج تک اس کا پھل کھا رہی ہیں۔ اللہ تعالی کسی کا احسان نہیں رکھتا اور جب بھی کوئی خلوص نیت کے ساتھ خدا کے دین کی خدمت کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے سب کاموں کا ذمہ خود لے لیتا ہے۔ اور غیب سے اسکی مدد کرتا ہے۔ اس کی صلاحیتوں کو بڑھا دیتا ہے۔ اور اسکی نسلوں تک کو جزا دیتا ہے۔ سننے والوں میں بہت سے اس چیز کے خود تجربہ کار ہیں۔

اب ہم میں سے ہر ایک کو اپنا محاسبہ کرنا ہو گا کہ ہم دین کی خدمت کے جہاد میں کس حد تک اپنا حصہ ڈال رہے ہیں؟

- ہم میں سے اکثر تو اللہ کے فضل سے دین کی خدمت کو ترجیح دیتے ہیں۔ آراموں کو پس پشت ڈال کر اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔
- ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس قابل نہیں کہ دین کی خدمت کر سکیں۔ اتنے پڑھے لکھے نہیں۔ آج کل کے زمانہ میں کمپوٹر وغیرہ پر کام نہیں کرسکتے۔ مگر مشاہدہ بتاتا ہے کہ جو بھی خلوص نیت سے کام شروع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی

صلاحیتوں کو جلاء بخشتا چلا جاتا ہے، کمزوریوں کو دور کر دیتا ہے۔ اور اس کی توفیق بڑھا دیتا ہے۔

- بعض خدمت دین کی خواہش رکھنے کے باوجود اپنی صحت کے مسائل کی وجہ سے اس سے محروم رہتے ہیں۔ مگر وہ بہر حال دعاؤں سے مدد کرتے ہیں۔

- پھر شیطان بھی انسان کے پیچھے لگا ہوا ہے اور اسکے اعمال کو اسی کے ہاتھوں ضائع کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً جب کوئی اپنی خدمت کے بدلے میں یہ چاہتا ہے کہ اسکو فوری بدلہ دیا جائے، خاص سلوک کیا جائے تو بعض دفعہ وہ اپنی خدمت ضائع کر رہا ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی عہدہ یا خدمت تو ہوتی ہے مگر وہ سستی کی وجہ سے اس کا حق ادا نہیں کرتے۔ اور اس شعبہ کا کام اسطرح نہیں ہو رہا ہوتا۔

پھر ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہم کہیں ان لوگوں میں تو شامل نہیں جن کو لگتا ہے کہ ان کا وقت دینوی کاموں کے لئے بڑا قیمتی ہے اور دین کے کاموں کو معمولی سمجھ رہے ہوتے ہیں اور اپنی مصروفیت کا بہانا بناتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسی سوچ رکھنے والوں کا وقت غیر ضروی کاموں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ کئی قسم کی چٹیوں میں پڑ جاتے ہیں۔

پھر بعض اسکے برعکس یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہی دین کی خدمت کرسکتے ہیں۔ ہم میں ہی وہ قابلیت اور اہلیت ہے۔ اس طرح تکبر کا شکار ہو کر اپنے اعمال ضائع کر دیتے ہیں۔ دین کے کام سے تو عاجزی آنی چاہیئے۔ اگر دین کی خدمت میں ریاکاری کا پہلو شامل ہو جائے مثلاً اگر نیت یہ ہو کہ لوگ اسے عالم کہیں، بزرگ سمجھیں اور اس کی عزت کریں۔ تو ایسے لوگ اپنی خدمت خود ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔

اگر کوئی دین کی خدمت کر کے یہ سمجھتا ہے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ پر احسان کر رہا ہے۔ تو اللہ کو تو دین کی خدمت کے لئے بندوں کی کمی نہیں۔ اور اگر ایک بندہ بھی خدمت کرنے والا نہ ہو تو جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ وہ ایک نئی ایسی قوم لے آئے گا جس سے وہ محبت فرماتا ہو گا اور وہ اس سے محبت کرتی ہو گی۔ دین کا کام تو چلتا رہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت دین کی توفیق دے رہا ہے تو یہ محض اس کا فضل ہے۔ذالک یو تیہ من یشا۔

- بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ لوگ کسی عہدہ دار کے رویہ سے یا کسی اور وجہ سے ٹھوکر کھا کر اپنے آپ کو الگ کر لیتے ہیں۔ دراصل وہ نہ صرف اپنا نقصان کرتے ہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی دین سے دور کرنے والے ہوتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی بار بار عہدہ داران کو اپنے رویوں کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

خدمت دین دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنی چاہیئے اور اس راہ میں اگر نفس کی قربانی بھی دینی پڑے تو اس سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے بیٹے مرزا مبارک احمد صاحب کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کسی کا رشتہ دار نہیں۔ وہ ہستی ولم یلد ولم یو لد ہے۔ اسکا تعلق ہر ایک سے اس احساس کے مطابق ہوتا ہے جو اس کے بندے کو اسکے متعلق ہو۔ جو اس سے سچی محبت رکھتا ہے وہ اس کے لئے اپنے نشانات دکھاتا ہے اور اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ دنیا کا کوئی قلعہ، کوئی فوج انسان کو ایسا محفوظ نہیں کر سکتا جس قدر کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی امداد۔ کوئی سامان ہر وقت میسر نہیں آسکتا لیکن اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی امداد۔ کوئی سامان ہر وقت میسر نہیں آسکتا لیکن اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہر وقت میسر آتی ہے۔ پس اسی کی جستجو انسان کو ہونی چاہئے۔ جسے وہ مل گئی اسے سب کچھ مل گیا، جسے وہ نہ ملی اسے کچھ بھی نہ ملا" (یادوں کے دریچے صفحہ ۳۸)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "اب وقت تنگ ہے۔ میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا

ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہو گا۔ بڑا ہی بد قسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔ نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں بلکہ کوشش کرو اور اللہ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بنا دے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کو کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے"

(ملفوظات ج ٦ ص ٢٦٣-٢٦٤ ایڈیشن ١٩٨٤ مطبوعہ انگلستان)

پھر حضور اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے دوستو پیارو عقبیٰ کو مت بسارو
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گذارو

دنیا ہے جائے فانی دل سے اسے اتارو
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم اپنی اصلاح کرنے والے ہوں۔ اللہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے۔ مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری کمزوریوں اور کوتاہیوں کی پردہ پوشی فرمائے۔ آمین۔

مسجد بیت النصر اوسلو ناروے

ہماری یہ مسجد خدا کا نشان ہے
خدا کی عنایات کی یہ سائباں ہے

ہماری دعاؤں کا قربانیوں کا
صلہ دینے والا وہ رب جہاں ہے

بہت زور مارا کہ تعمیر نہ ہو
عدو میں مگر اتنی طاقت کہاں ہے

سکوں بخشتا ہے ہمارے دلوں کو
یہ گھر ہے خدا کا ہماری اماں ہے

خلافت کی شفقت رہی ہم کو حاصل
اسی کی توجہ سے جذبہ جواں ہے

بہت شکر کرتے ہیں سارے ہی مومن
خدایا تو ہم پر سدا مہرباں ہے

انصار اللہ ناروے آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ اس رسالہ کو مزید بہتر کرنے کے لئے مفید مشورے اور مضامین کی ضرورت ہے۔ ممبرانِ مجلس انصاراللہ سے درخواست ہے کہ علمی، معلوماتی، تاریخی اور دلچسپ مضامین بھجوائیں۔ جزاکم اللہ۔ ashaat@ansar.no

نیشنل مجلس عاملہ و زعماء مجالس انصار اللہ ناروے 2022ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ دو سال کے لئے **مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب کی بطور صدر مجلس انصار اللہ ناروے اور مکرم طلعت محمود صاحب کی بطور نائب صدر صف دوئم** منظوری عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک فرمائے اور حقیقی معنوں میں دین کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔ حضور نے درج ذیل اراکین مجلس عاملہ کی بھی منظوری عطا فرمائی۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ ناروے 2022ء	زعماء مجلس انصار اللہ ناروے 2022ء
نائب صدر اوّل۔ مکرم عبد الرحمن قریشی صاحب	
نائب صدر صفِ دوئم۔ مکرم طلعت محمود صاحب	زعیم مجلس درامن۔ مکرم سرمد نعیم قریشی صاحب
قائد عمومی۔ مکرم رانا مبشر محمود صاحب	زعیم مجلس فولو۔ مکرم عدیل اظہر صاحب
قائد تعلیم۔ مکرم عبد الرحمن قریشی صاحب	زعیم مجلس نصر۔ مکرم بشارت احمد خان صاحب
قائد تربیت۔ مکرم ڈاکٹر صفدر ملک صاحب	زعیم مجلس للے سٹروم۔ مکرم منیر احمد صاحب
قائد تربیت نومبائعین۔ مکرم عبد الہادی صاحب	زعیم مجلس نتے دال۔ مکرم داؤد احمد زاہد صاحب
قائد ایثار۔ مکرم عبد الہادی صاحب	زعیم مجلس نور۔ مکرم افتخار احمد چوہدری صاحب
قائد تبلیغ۔ مکرم خالد محمود صاحب	زعیم مجلس نور ناروے و تھروندہائم۔ مکرم لیاقت علی صاحب
قائد ذہانت و صحت وجسمانی۔ مکرم طاہر محمود صاحب	زعیم مجلس نور سترانڈ۔ مکرم وسیم احمد صاحب
قائد مال۔ مکرم رفیع منہاس صاحب	زعیم مجلس کرستیسنڈ۔ مکرم ذیشان احمد صاحب
قائد وقفِ جدید و تحریک جدید۔ مکرم مظفر خلیل صاحب	زعیم مجلس ویسٹ فولڈ۔ مکرم ڈاکٹر عمران صاحب
قائد تجنید۔ مکرم جاوید اقبال صاحب	زعیم مجلس فریڈریک ستاڈ۔ مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب
قائد اشاعت۔ مکرم عامر محمود صاحب	زعیم مجلس اولن ساکر۔ مکرم خالد عرفان صاحب
قائد تعلیم القرآن وقفِ عارضی۔ مکرم انیس افکاری صاحب	زعیم مجلس ویسٹ لاندے۔ مکرم ذیشان احمد صاحب
آڈیٹر۔ مکرم محمد یعقوب بھٹی صاحب	
معاون صدر ضیافت۔ مکرم محمد احمد صاحب	
معاون صدر IT۔ مکرم عامر مقبول قریشی صاحب	

اراکین خصوصی۔ مکرم رائے عبد القدیر صاحب، مکرم رانا نعیم احمد صاحب، مکرم سید کمال یوسف صاحب

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو

اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

ماخوذ

صحت کارنر

ایک طلسماتی پودا۔ سوہانجنا یا مورنگا

گھر میں یہ پودا لگائیں۔

انگریزی میں 'مورنگا' کہلائے جانے والا سوہانجنا کا درخت اپنی بے شمار افادیت کی وجہ سے دنیا بھر میں کرشماتی درخت کہلاتا ہے۔ اگر آپ ہمیشہ صحت مند رہنا چاہتے ہیں تو یہ درخت قدرت نے آپ کے لئے بنایا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کو اس کے فوائد کا پتہ چل جائے تو سوہانجنا کے درختوں پر ایک پتہ باقی نہ رہے۔ اس کا استعمال مجموعی صحت سے لے کر خوبصورتی میں اضافے کے لیے بھی معاون ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اس میں 300 بیماریوں کا علاج ہے۔ سوہانجنا کے درخت کو 'ڈاکٹر ٹری' بھی کہا جاتا ہے، اس کی افادیت پر سائینسی تحقیقات ہو چکی ہیں۔ یہ ایک عام درخت کی طرح سرد یا گرم کسی بھی ماحول میں پرورش پاتا ہے جبکہ اس کی لمبائی عام درختوں سے تھوڑی زیادہ ہوتی ہے۔ بہار کے موسم کے آتے ہی یہ درخت سفید رنگ کے پھولوں سے سج جاتا ہے۔ سوہانجنا کے پتوں سے لے کر اس کی ٹہنیوں، پھلیوں، اور پھولوں تک سب استعمال کیا جاتا ہے جبکہ اس پودے کا استعمال خواتین کی صحت کے لیے نہایت موزوں ہے۔ فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر شہزاد بسرا کی تحقیق کے مطابق اس پودے کا اصل وطن جنوبی پنجاب ہے، جہاں سے یہ برِ صغیر کے دیگر حصوں اور جنوبی افریقہ تک پہنچا۔ پاکستان میں اس کی 13 اقسام پائی جاتی تھیں لیکن اب صرف 2 اقسام ہی دستیاب ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ اہمیت **'موریںگا اولیفیرا'** کو حاصل رہی ہے۔ سوہانجنا کے پتوں کی افادیت دیکھتے ہوئے مختلف ممالک میں انہیں بطور غذا استعمال کیا جارہا ہے۔ جہاں یہ پودا نہ ملے وہاں اس کے پتے اور پھولوں کو سکھا کر اس کا پاؤڈر کام میں لے لینا چاہئے۔ مغربی ممالک میں اس کا پوڈر، کیپسول، گولیاں اور فوڈ سپلیمنٹ بنا کر فروخت کیے جارہے ہیں۔

ہمدرد صحت میں شائع ہونے والے ایک مضمون کے مطابق، سوہانجنا کی پھلی میں دودھ کے مقابلے میں 17 گنا زیادہ کیلشیم، دہی سے 9 گنا زیادہ پروٹین، گاجر سے 4 گنا زیادہ وٹامن اے، بادام سے 12 گنا زیادہ وٹامن ای، کیلے سے 15 گنا زیادہ پوٹاشیم اور پالک سے 19 گنا

زیادہ فولاد شامل ہوتا ہے۔ اس پودے میں وٹامن سی، ای، زنک اور بہت زیادہ بیٹا کروٹین پایا جاتا ہے۔ کینو اور کھٹے پھلوں سے کئی گنا زیادہ وٹامن سی سوہانجنے میں پایا جاتا ہے۔ دنیا کے مہنگے سے مہنگے ملٹی وٹامن کیپسول اور ٹیبلیٹ اور فوڈ سپلیمنٹ اس کے دو چمچ کے سامنے پانی بھرتے ہیں۔

اس میں نمکیات اور لحمیات (پروٹین) کا خزانہ موجود ہے۔ اسے 6 ماہ کے بچوں سے لے کر 100 سال کی عمر تک کے بڑے استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر بچے کو چھوٹی عمر سے اس کی خوراک دی جائے تو اس سے ہڈیاں مضبوط اور جسمانی اور ذہنی نشو نما بہتر ہو گی۔ جن حاملہ خواتین کو زیادہ قے کی شکایت رہتی ہے وہ اپنی طبعیت کو دیکھتے ہوئے اس کا استعمال کریں۔

وزن میں زیادتی، تھکن اور چڑچڑاپن آج کے عام امراض ہیں۔ ان سب کا تعلق غلط غذائی عادات اور قلت سے جڑا ہوا ہے چنانچہ ہر عمر کے افراد سوہانجنے کے استعمال سے اپنی توانائی بحال رکھ سکتے ہیں۔ اس کا استعمال وزن کم کرنے کے لیے ہی نہیں بلکہ وزن بڑھانے میں بھی مدد کرتا ہے۔ اگر اس کے پتوں کا ایک دو چمچ جوس روزانہ پی لیا جائے یا اس کے سوکھے پتوں کا آدھ سے ایک چمچ دوپہر میں لیا جائے تو وزن کم ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ ایک دم سے اثر نہیں دکھاتا بلکہ ہمیں سوہانجنا کا استعمال روزانہ کی بنیاد پر کرنا پڑے گا۔ اس کے استعمال سے اسکن صاف شفاف اور نکھر جاتی ہے، یہ عمر کے اثرات بھی کم کرتا ہے اور جھریوں کے عمل کو روکتا ہے۔ اس میں موجود اینٹی آکسیڈنٹ اور اینٹی انفلامینٹری خصوصیات ایکنی بننے کے عمل کو روکتی ہیں۔ بالوں کی نشوونما کے لیے بہترین ہے۔ ہر عمر میں اس کا استعمال بہتر ہے۔ خاص کر خواتین اور بچیاں اس کا استعمال ضرور کریں۔ یہ دودھ پلانے والی ماؤں کے لیے بھی ایک بہترین ٹانک ہے۔ بلڈ پریشر، کولیسٹرول، سوزش، دمہ، جگر کی خرابی، شوگر، جوڑوں میں ورم اور سوزش، نظر کی کمزوری، موٹاپا، دل کے امراض کے لئے مفید ہے۔ قوت مدافعت کو بڑھاتا ہے۔ سرطان سے بچاؤ کے لیے اس کا استعمال مفید ہے۔

یہ کینسر کے سیلز کو بڑھنے سے روکتا ہے۔ یہ دائمی نزلے زکام کے لیئے دوائی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ گردوں کے لئے مفید ہے اگر گردے ایک بار کام کرنا بند کر دیں تو خون میں فاسفورس بڑھ جاتا ہے جس سے جسم کا کیلشیم کم ہو جاتا ہے جس سے ہڈیوں کی بہت سی بیماریاں ہو سکتی ہیں ایسے میں ایسے مریض جن کو گردے کا کوئی بھی مسئلہ ہو تو وہ اس کا استعمال ضرور کریں۔ جو بچے نحیف اور کمزور ہیں، جن کا وزن نہیں بڑھتا ان کے لیے بہترین فوڈ سپلیمنٹ ہے۔ وزن کم کرنے کے لیے ڈائٹنگ کرنے والے اس کے دو چمچے استعمال کر کے ہر طرح کی کمزوری اور پیچیدگیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اسی طرح قد میں اضافہ کے لئے مفید ہے۔

ریسرچ جرنل آف فارمکولوجی اینڈ فارما کوڈائینامکس میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق سوہانجنا ایک 'آڈاپٹو جینز' جڑی بوٹی ہے جس کے استعمال سے انسانی جسم مضر اثرات مادوں سے محفوظ رہتا ہے جس کے نتیجے میں ذہنی دباؤ میں کمی آتی ہے۔ **یادداشت** کو انتہائی تیز کرتا ہے۔ دماغ میں سیروٹونن اور ڈوپامائن کی مقدار بڑھاتا ہے جس سے ڈپریشن ختم اور طبیعت ہشاش بشاش رہتی ہے۔

کیلشیم کی بھرپور مقدار پائے جانے کے سبب سوہانجنے کے پتوں کے استعمال سے نظام ہاضمہ کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے جبکہ فائبر کی بھی مقدار حاصل ہوتی ہے، مورنگا آنتوں اور معدے کی جملہ امراض میں مفید ہے۔

مورنگا میں کلوروجینک ایسڈ پایا جاتا ہے جس کے سبب اس کے استعمال سے انسولین کا اخراج متوازن ہوتا ہے، کلوروجینک ایسڈ غذا کے استعمال کے بعد اچانک خون میں شوگر لیول بڑھنے سے بھی بچاؤ ممکن بناتا ہے۔

مورنگا میں اینٹی آکسڈنٹ کی قسم 'قوارسٹین' پائی جاتی ہے جس سے بلڈ پریشر کنٹرول رہتا ہے، جرنل آف نیوٹریشن میں شائع ہونے والی ایک ہیلتھ رپورٹ کے مطابق سوہانجنا کے استعمال سے انسانی جسم مین کولیسٹرول کی سطح بھی متوازن رہتی ہے۔

مورنگا کا استعمال کیسے کریں

سوہانجنا کے درخت کا ہر حصّہ طبی اور غذائی استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس کے پتوں جڑوں اور پھلیوں کا خشک سفوف انتہائی پر اثر ہوتا ہے۔

1. سوہانجنے کی جڑ کا اچار ڈالا جاسکتا ہے۔ سہانجنہ کے بیجوں سے تیل نکالا جاتا ہے جو مدت تک پڑا رہنے سے خراب نہیں ہوتا۔
2. سوہانجنے کا بہترین استعمال یہ ہے کہ تازہ پتوں کو بطور سلاد، چٹنی یا کسی تازہ پھل کے رس کے ساتھ ملا کر کھایا جائے، یا پھر سبز چائے کے ساتھ ملا کر یا الگ اس کا قہوہ بنا کر بھی پی جاسکتا ہے۔
3. اس کی پھلیاں سالن، دال اور سبزی میں ڈال کر پکائی جاسکتی ہیں۔ اس کے پھولوں کا سالن بھی پکایا جاتا ہے لیکن اس کی کڑواہٹ کی وجہ سے اسے جلدی ہی نکال کر پھینک دیا جاتا ہے جس سے پوری غذائیت نہیں ملتی۔
4. اس کے پتے سکھا کر پاوڈر کی صورت میں بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ پوڈر کو کیپسولز میں بھر کر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ خوبصورتی میں اضافہ کے لئے مورنگا پاوڈر میں دودھ، عرق گلاب، لیموں کے قطرے ملا کر ماسک کی صورت استعمال کیا جاسکتا ہے جبکہ تازہ پتے پیس کر بھی چہرے پر لگائے جاسکتے ہیں۔ جن افراد کو پیشاب میں جلن رہتی ہے انہیں اس کے پتوں کو ابال کر پینے سے افاقہ ہوگا۔ مسوڑوں کے امراض اور جِلدی امراض میں بھی اسے لگایا، کھایا اور پیا جاتا ہے۔ اس کی پھلیاں، سوجن اور جوڑوں کے درد کو دُور کرتی ہیں۔
5. شوگر کے لئے اس کے پتوں کو سائے میں سکھا کر ایک چائے کا چمچ کھانے سے آدھ گھنٹہ پہلے استعمال کریں چند دن میں ہی آپ کو فرق محسوس ہونا شروع ہوجائے گا۔ مورنگا / سوہانجنا ایک قیمتی پودا ہے اسے اپنی خوراک کا حصہ ضرور بنائیے۔ مزید معلومات کے لئے انٹرنیٹ پر سرچ کریں۔ (ماخوذ)

خواجہ عبدالمومن صاحب کے قطعات

جس جگہ نام خدا لینا بھی ہو جرم عظیم
پھر مٹے نہ کیوں وہاں پر اہتمام زندگی
آسمان کی بات پر تم نے توجہ کیوں نہ دی
کیوں نہ مانا جو تمہارا تھا امام زندگی

بن گئی اک اور مسجد نام ہے فتح عظیم
افتتاح اس کا کیا ہے حضرت مسرور نے
شہر ڈوئی میں یہ مسجد بن گئی ہے اک نشاں
کر دیا ہے اس کو روشن میرے رب کے نور نے

کارگزاری رپورٹس مجلس انصاراللہ ناروے

جنوری 2022ء تا دسمبر 2022ء

تقریب عشائیہ مجلس انصار اللہ ناروے

(رپورٹ: رانامبشر محمود ۔ قائد عمومی مجلس انصاراللہ ناروے)

مجلس انصاراللہ کے سالِ نو کے آغاز پر مؤرخہ ۲؍ جنوری ۲۰۲۲ کو مجلس انصاراللہ ناروے نے امسال نئے شامل ہونے والے انصار اور سابق صدر مجلس انصاراللہ ناروے و دیگر عہدہ داران کے اعزاز میں ایک پر وقار تقریب کا انعقاد کیا۔

یہ تقریب نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد بیت النصر اوسلو کے مسرور ہال میں ہوئی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ رانا مبشر محمود صاحب نے سورۃ الاحقاف کی آیات ۱۶ اور ۱۷ کی تلاوت کی جس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو چالیس سال کی عمر میں پہنچنے کو ایک پختہ عمر قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نعماء کا شکر ادا کرنے اور اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس کے بعد محترم صدر مجلس انصاراللہ ناروے ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے انہیں آیات کی تفسیر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں بیان کی۔ پھر تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے توجہ دلائی کہ عمر کے اس حصہ میں پہنچ کر انسان کی سوچوں، اور اخلاق میں پختگی کے ساتھ پاک روحانی تبدیلی بھی آنی چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ اگر انصار سال نو کے آغاز پر ایک ارادہ کے ساتھ اپنی اخلاقی حالت کو مزید بہتر بنانے کی شروعات کر دیں مثلاً اپنی کسی ایک

کمزوری کو دور کرنے کا تہیہ کرکے اس پر کوشش کرنا شروع کردیں اوراسی طرح ایک نئی نیکی جاری کرنے کا تہیہ بھی کرلیں توکچھ ہی عرصہ میں آپ کی شخصیت میں ایک انقلاب آسکتا ہے۔ مثلاً! اگر کوئی ناصر صرف یہ عہد کرے کہ میں اس سال اپنے غصہ پر کنٹرول کرنے کی کوشش کرونگا۔اور ہر وقت اس پر کوشش کرتا رہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ ایک نیکی مثلاً باقائدگی سے تہجد ادا کرنے کا تہیہ کرلے تو بہت سی برائیوں سے بچنے اور نیکیاں کمانے کو موجب ہوگا۔

اس کے بعد مجلس انصاراللہ کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے مجلس کے قیام کے اغراض و مقاصد میں سے ایک نہایت اہم مقصد سے متعلق بتایا کہ سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری انصار پر اپنی تربیت، اور تربیت اولاد ہے۔ پھر امسال نئے شامل ہونے والے ۱۷ انصار کو خوش آمدید کہتے ہوئے محترم صدر مجلس نے ان کا تعارف کرایا۔ محترم صدر مجلس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے منظور کردہ مجلس عاملہ انصاراللہ ناروے کے اراکین کو کھڑا کرکے فرداً فرداً تمام عہدیداران کا تعارف بھی پیش کیا اور محترم صدر صاحب انصاراللہ ناروے ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے سابق صدر انصاراللہ محترم رانا نعیم احمد خان صاحب اور اُن کی عاملہ کی خدمات کو سراہتے ہوئے اُن کا شکریہ ادا کیا اور ان کو پھول بھی پیش کیے۔

آپ نے اپنی گذارشات کا اختتام حضرت مصلح موعودؓ کے اس شعر پر کیا۔

میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو سر پہ اللہ کا سایہ رہے، ناکام نہ ہو

سابق صدر مجلس انصاراللہ ناروے محترم رانا نعیم احمد خان صاحب نے بھی تمام انصار ، اور اپنی مجلس عاملہ اور زعماء کا شکریہ ادا کیا کہ تمام احباب نے انکے ساتھ بھرپور تعاون کیا اور ہر موقع پر انصار نے تعاون کیا اور نیز محترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ ناروے ظہور چوہدری صاحب اور مشنری انچارج ناروے چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے بھی ہر موقع پر رہنمائی فرمائی اور انکا تعاون بھی شامل حال رہا۔ انہوں نے نئے آنے والے صدر مجلس انصاراللہ ناروے محترم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب اور انکی مجلس عاملہ اور زعماء کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

پروگرام کے اختتام پر مشنری انچارج و نائب امیر محترم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے دعا کرائی۔ آخر میں کھانا پیش کیا گیا۔

ریفریشر کورس مجلس انصاراللہ ناروے

(رپورٹ :رانا مبشر محمود قائد عمومی)

مقولہ مشہور ہے کہ ’’علم حاصل کرو گود سے گور تک‘‘۔یعنی علم حاصل کرنے کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں اور سیکھنے کے عمل سے ہمیشہ فائدہ ہی پہنچتا ہے، چاہے انفرادی طور پر ہو یا اجتماعی اور تنظیمی انتظام کے تحت علم کو سیکھنے کیلئے کوئی اہتمام کیا جائے۔امسال مؤرخہ 23 جنوری 2022ء کو مجلس انصاراللہ ناروے نے مجلس عاملہ اور زعماء مجالس کے لئے بیت النصر اوسلو میں بعد از نماز ظہر ایک ریفریشر کورس کا انعقاد کیا۔اس کورس کا مقصد انصاراللہ کے مختلف شعبہ جات کے کاموں کو مزید بہتر طریق پر کرنے کے لئے ڈیجیٹل میڈیا کا استعمال سکھانا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جو کہ مکرم خالد محمود صاحب نے کی۔ محترم صدر مجلس انصاراللہ ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے عہد دہرایا۔ محترم نیشنل امیر جماعت ناروے ظہور احمد چوہدری صاحب نے افتتاحی کلمات میں مجلس انصاراللہ کو علوم کے سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قرآن مجید کو بہترین علوم کا سمندر بتایا کہ جس کو سمجھ کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا انصار کیلئے بہت ضروری ہے اور پھر ان تعلیمات کو سمجھنے کیلئے آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور فرمودات سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ عاجزی کے ساتھ علم سیکھنا چاہیئے اور محض اپنی عقل پر انحصار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ’’یہ تو خود اندھی ہے گر نیّرِ الہام نہ ہو‘‘۔ محترم امیر صاحب نے خطاب کے آخر میں دعا کرائی۔

محترم صدر مجلس انصاراللہ ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے ریفریشر کورس کی افادیت پر روشنی ڈالی اور پروگرام کی تفصیل بتائی۔

اس کے بعد نائب صدر مجلس مکرم عبدالرحمٰن محمود قریشی صاحب اور معاون صدر برائے انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی مکرم عامر مقبول صاحب نے پریزنٹیشن کے ذریعہ تمام عہدیداران کو ان کے کاموں میں آسانی کے لئے معلومات فراہم کیں۔اور ساتھ ساتھ انفرادی رہنمائی بھی کرتے رہے۔ مغرب کی نماز تک یہ پروگرام جاری رہا۔ نماز مغرب اور عشاء کی ادائیگی کے بعد تمام حاضرین کیلئے ضیافت کا انتظام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پروگرام نہایت کامیاب رہا۔

جلسہ سیرت النبی ﷺ

(رپورٹ : رانامبشرمحمود قائد عمومی)

اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ مجلس انصاراللہ ناروے کو مؤرخہ ۶ فروری ۲۰۲۲ء کو مسجد بیت النصر کے مسرور ہال میں بعد از نماز ظہر وعصر شعبہ تبلیغ کے تحت جلسہ سیرت النبی ﷺ کے انعقاد کی توفیق ملی۔ پروگرام میں انصار نے بھرپور شرکت کی اور مسجد میں موجود حاضری تقریباً ۶۰ انصار پر مشتمل تھی۔ مزید برآں یہ پروگرام براہ راست ڈیجیٹل طور سے ناروے کی تمام مجالس میں بھی نشر کیا گیا تاکہ ایسے انصار جو کہ دور کے علاقہ میں رہائش پذیر ہیں اور ایسے انصار جو کہ کسی بیماری یا مجبوری کی وجہ سے اس پروگرام میں براہ راست مسجد میں شامل نہیں ہوسکے وہ اپنے گھروں سے ہی اس پروگرام میں شامل ہو کر اس سے علمی اور روحانی استفادہ کرسکیں۔

اس پروگرام کی صدارت کے لئے محترم صدر صاحب انصاراللہ ناروے ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے مکرم امیر صاحب ناروے چوہدری ظہور احمد صاحب سے درخواست کی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ مکرم صداقت احمد صاحب نے سورت احزاب کی آیات ۴۱ تا ۴۸ کی تلاوت کرکے کی اور پھر اس کا اردو وناروجین ترجمہ بھی پیش کیا۔ اسکے بعد مکرم رانا طاہر محمود صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام ”وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا“ اپنی خوبصورت آواز میں پیش کیا۔

جلسہ سیرت النبی ﷺ کی پہلی تقریر ناروجین زبان میں مکرم خالد محمود صاحب قائد تبلیغ نے کی جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کے تبلیغ کے طریقوں پر روشنی ڈالتے ہوئے مجلس انصاراللہ کو تبلیغی میدان میں اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش قدم کے اختیار کرتے ہوئے دین متین کی اشاعت کیلئے پُر حکمت طریق اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اسکے بعد پروگرام کی دوسری تقریر مکرم عبدالرحمٰن قریشی صاحب قائد تعلیم کی اردو میں تھی۔ انہوں نے اسلام میں احادیث کی تعریف، جمع اور تدوین کی تاریخ سے متعلق ایک تفصیلی پریزنٹیشن کی مدد سے نہائت معلوماتی، مفید اور جامع مواد پیش کیا جس میں مختلف آئمہ، راوی، اسماء الرجال، احادیث کو پرکھنے کے طریق روایت اور درایت جیسے موضوعات کو بیان کیا۔

اسکے بعد مکرم چوہدری افتخار احمد اظہر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا فارسی نعتیہ کلام ”جان و دلم فدائے جمال محمد است“ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اور بعد میں اس کا ترجمہ اردو میں ترجمہ بھی بیان کیا۔ پھر محترم صدر مجلس انصاراللہ ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے نے تمام شاملین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ آنحضور ﷺ کے تربیت کی ایک طریق پر روشنی ڈالی جس میں حضور ﷺ اپنے صحابہ کو تمثیلی واقعات اور کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ آنحضور ﷺ کی تقلید میں ایک تمثیلی واقعہ بھی سنایا جس میں آنحضور ﷺ نے بڑے خوبصورت انداز میں یہ بتایا کہ مال موت تک، اولاد قبر تک اور اعمال حشر تک ساتھ دیتے ہیں۔ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالح بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اگلی تقریر محترم شاہد محمود کاہلوں صاحب مربی سلسلہ و مشنری انچارج کی تھی جسکا موضوع تھا" آنحضور ﷺ بحیثیت امن کے علمبردار"۔ آپنے اپنی تقریر میں نبی کریم ﷺ کی زندگی کے مختلف حالات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے بہترین دلائل کیساتھ ثابت کیا کہ کس طرح ہمارے پیارے آقا و مولیٰ مجسم رحمت بن کر دنیا کیلئے امن اور سلامتی کے بادل برساتے رہے اور اس وقت تک تلوار نہیں اٹھائی جب تک دشمنان حق نے آپکو اپنے اور دین حق کے دفاع میں تلوار کیساتھ دفاع پر مجبور نہیں کر دیا۔ نیز آپنے نبی کریم ﷺ پر کثرت ازدواج کے الزامات کی بھی تردید کرتے ہوئے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شادیوں کی حقیقت اور انکی حکمت پر بھی روشنی ڈالی۔

پروگرام کی آخری تقریر میں محترم ظہور احمد چوہدری صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر عالم کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے۔ اور اس طرح آج ہمارے پاس وہ کلام کتاب کی شکل میں موجود ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر نازل فرمایا۔ اس لیے ہمیں اس کو بہت تدبّر اور غور و فکر کیساتھ پڑھنا چاہیئے اور اسکے ترجمہ کو سمجھ کر اپنی زندگی پر لاگو کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد محترم امیر صاحب نے دعا کرائی۔

جلسہ کے دوران شاملین کو ڈرائی فروٹ پیش کیا گیا۔ جلسہ کے بعد صحت سیمینار ہوا جس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔

صحت سیمینار

(رپورٹ: رانا مبشر محمود قائد عمومی)

اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ مجلس انصار اللہ ناروے کو مؤرخہ ٦ فروری ٢٠٢٢ء کو مسجد بیت النصر کے مسرور ہال میں بعد از نماز ظہر و عصر جلسہ سیرت النبی ﷺ کے معاً بعد صحت سیمینار کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اس پروگرام میں بھی انصار نے بھرپور شرکت کی۔ یہ پروگرام بھی تمام انصار کے استفادہ کے لئے براہ راست ڈیجیٹل طور سے ناروے کی تمام مجالس میں نشر کیا گیا۔

اس مرتبہ صحت سیمینار کا موضوع ایک عام مرض ہائی بلڈ پریشر کے بارہ میں معلومات فراہم کرنا تھا۔ سب سے پہلے مکرم ڈاکٹر صفدر ملک صاحب جو احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن ناروے کے صدر بھی ہیں، نے ایک پاور پوائنٹ پریزینٹیشن کے ذریعہ بلڈ پریشر کے بارہ میں نہایت وضاحت کیساتھ احباب کو ضروری معلومات دیں۔ اس کی وجوہات، اس سے بچاؤ کے طریق اور علاج پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے بتایا کہ ہائی بلڈ پریشر ایک "silent killer" ہے اور اکثر ابتدا میں اس کی کوئی علامات نہیں ہوتیں۔ اور جب علامات ظاہر ہوتی ہیں تو بعض اوقات دیر ہو چکی ہوتی ہے اور دل، دماغ اور گردوں پر اثر ہو چکا ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ انصار کی عمر تک پہنچنے کے بعد ہر ناصر کو کم از کم سال میں دو دفعہ اپنے ڈاکٹر کے پاس جا کر بلڈ پریشر چیک کروانا چاہئے۔ آپ کا بلڈ پریشر آرام کی حالت میں 140/90 mmHg سے بہر حال زیادہ نہیں ہونا چاہئے۔ مارکیٹ میں ملنے والے اچھے الیکٹرانک آلاجات سے آپ خود بھی اپنا بلڈ پریشر چیک کر سکتے ہیں۔ آخر پر حاضرین کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا جن کے جوابات ڈاکٹر صفدر صاحب (Generell Practitioner) اور ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب (Pulmonary Consultant) نے دیئے۔ انہوں نے بتایا کہ اگر کسی کو ہائی بلڈ پریشر ہے تو اس کو اپنے ڈاکٹر کے مشورہ سے باقائدگی سے اس کی دوائی لینی چاہیئے۔ اور بلڈ پریشر چیک کرواتے رہنا چاہیئے کہ وہ کنٹرول میں ہے یا نہیں۔ دوائی کو چھوڑ چھوڑ کر کھانے سے نقصان کا خدشہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنا لائف سٹائل کو بھی بہتر بنانا ضروری ہے۔ بھوک لگے تو کھائیں اور تھوڑی بھوک ابھی باقی ہو تو کھانا بس کر دیں۔ کھانے کی احتیاط کے ساتھ ساتھ ہر روز کم از کم آدھ گھنٹہ ورزش کریں، اپنا وزن بڑھنے نہ دیں، خاص طور پر اپنے پیٹ کو ہرگز بڑھنے نہ دیں۔ نمک کا استعمال کم کریں۔ کولسٹرول کی زیادتی کی صورت میں اس کی دوائی بھی ڈاکٹر کے مشورہ سے لینی چاہیئے۔ وٹامن ڈی کے سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے تلقین کی کہ چونکہ سردیوں میں یورپ اور خاص طور پر ناروے میں دھوپ بہت کم ہوتی ہے اور اگر ہو بھی لوگ اس میں کم ہی بیٹھتے ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایسی غذاؤں مثلاً مچھلی، انڈا، وغیرہ کا استعمال کیا جائے جس میں وٹامن ڈی ہو یا پھر وٹامن ڈی کی گولیاں استعمال کرنی چاہیئں۔ وٹامن ڈی سارے جسم کے لئے نہایت ضروری ہے اور اس کی کمی سے صحت کے بہت سے مسائل ہو سکتے ہیں۔ گرمیوں میں اگر آپ صبح کی دھوپ میں بیٹھ رہے ہیں تو وٹامن ڈی کی گولیاں کچھ عرصہ چھوڑ سکتے ہیں۔ دعا سے یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کے آخر میں تمام احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام احباب نے بہت پسند کیا۔ اس طرح یہ پروگرام بھی نہایت کامیاب رہا۔

تبلیغی سٹال

امسال ۵ فروری ۲۰۲۲ کو قائد صاحب تبلیغ مکرم خالد محمود صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ مل کر اوسلو شہر میں ایک تبلیغی سٹال لگایا۔ جس میں نارویجین زبان میں لیٹریچر رکھا گیا تھا۔ پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے انصار اور خدام نے شرکت کی اور تقریباً یہ سٹال ۳ گھنٹے تک جاری رہا۔ گذرنے والے لوگوں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔

قرآن سیمینار

(رپورٹ: رانا مبشرمحمود)

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد پاک ہے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ اور جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد خدا تعالیٰ کی اس مقدس کتاب کی تعلیم کو دنیا میں عام کرنا اور بنی نوع انسان کو اسکے معارف سے آگاہ کرنا ہے جس سے فیض پاکر انسان خدا تعالیٰ کا قرب پا سکتا ہے۔ اسی عظیم مقصد کیلئے آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے عظیم روحانی فرزند کو مبعوث فرمایا کہ جس نے آکر فی زمانہ قرآنی علوم کے سمندر سے معرفت کے چشمے جاری فرمائے اور اسی طرح آپکی تقلید میں آپکے خلفاء اور انکی نیابت میں آپکی جماعت قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنے اور اسکی محبت کو دلوں میں بٹھانے کیلئے کوشاں ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر مجلس انصاراللہ ناروے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ ایک قرآن سیمینار کے انعقاد کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

مؤرخہ 12 مارچ 2022 بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر و عصر مسجد بیت النصر اسلو ناروے میں اس بابرکت پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو کہ مکرم رانا مبشر محمود نے کی۔ مکرم عبدالمنعم ناصر صاحب نے اپنی خوبصورت آواز میں حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام "ہے شکر رب عزوجل خارج از بیاں" پیش کیا۔ اسکے بعد محترم صدر مجلس انصاراللہ ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے تمام احباب کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن پاک کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں وہ روحانی روشنی پائی جاتی ہے جو کہ ظاہری طور پر ہزار سورج بھی مل جائیں تو وہ اتنی روشنی نہیں دے سکتے۔ اس لیے ہمیں اپنی زندگیوں کو اس بابرکت کتاب سے روشنی سے منور کرنا چاہیئے۔ قرآن مجید کو سیکھنے اور اسکی تعلیم کو اپنی زندگیوں میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر ہم یہ کرلیں گے تو ہمارے بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ آپنے مثال دی کہ جیسے انسان جسمانی بیماریوں کا علاج کرنے کیلئے ہر قیمت پر کسی ماہر ڈاکٹر کا پتہ چلانے اور علاج کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں کی ابتدا میں علامات محسوس نہیں ہوتیں۔ ہم اپنی تمام روحانی بیماریوں مثلاً شرک، بدظنی، بغض و عناد، حسد اور دیگر روحانی بیماریوں کا علاج قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر کے کر سکتے ہیں اور شفایاب ہو کر خدا تعالیٰ کا قرب پا سکتے ہیں۔ پھر آپ نے

قرآن کریم سیکھنے کے لئے مختلف ذرائع بیان کرتے ہوئے کہا کہ کہ اگر ہم روزانہ چند آیات پر ہی غور کرلیں، باقائدگی سے قرآن کلاس اٹنڈ کریں، MTA سے فائدہ اٹھائیں، اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سنیں تو اپنی اصلاح کرسکتے ہیں۔ اگر ہم الفضل کا صرف پہلا صفحہ ہی پڑھ لیا کریں تو اس میں قرآنی آیت، اس کی تفسیر میں حدیث اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی صورت میں تشریح درج ہوتی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور گھروں میں اسکا درس دینا چاہیئے۔ اس کے بعد آپ نے پروگرام کی تفصیل بتائی۔ اس سیمینار کو دلچسپ بنانے کیلئے اس میں تقاریر کے علاوہ مکرم بشارت احمد صابر صاحب اور وحید الدین چوہدری صاحب نے تجوید اور عربی گرائمر کے اصول بھی مختصراً بتائے۔ مقابلہ حسن قرأت بھی ہوا جس میں انصار بھائیوں نے بھرپور حصہ لیا۔

مکرم ڈاکٹر صفدر ملک صاحب سیکرٹری تربیت نے قرآن مجید پر ایک انٹر ایکٹیو پاور پوائنٹ پریزنٹیشن پیش کی۔ اس میں انکی معاونت محترم صدر مجلس نے بھی کی۔ پریزنٹیشن کے دوران مکرم ظہور احمد چوہدری امیر صاحب ناروے، مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مربی سلسلہ اور مکرم سیّد کمال یوسف صاحب نے سوالات کے جوابات اور مختلف تبصرہ جات بھی پیش کیے۔

محترم مربی صاحب نے "تلاوت کی اہمیت" کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی۔ جس میں آپنے کہا قرآن مجید ہماری روزانہ بنیادوں پر اصلاح کرتا ہے۔ اور شر کو دور کرتا ہے۔ اور خیر پیدا کرتا ہے۔ روزانہ تلاوت اور اس پر عمل کی تلقین کی۔ محترم امیر صاحب نے "قرآن علوم کا خزانہ" کے موضوع پر اپنی مختصر تقریر میں فرمایا کہ قرآن مجید کی ہر آیت اور ہر لفظ اپنے اندر ایک مضمون رکھتا ہے۔ سائنس جو علوم اب پیش کررہی ہے اس کا پتہ قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی دے دیا تھا۔ اس لیے ہمیں قرآن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔۔ اسی طرح ہمیں قرآن مجید کو بھی اپنی زندگی میں لازمی حصہ کے طور پر شامل کرنا چاہیئے۔ م آخر میں مقابلہ قرأت میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار جن میں اوّل مکرم عبدالمنعم ناصر صاحب، دوئم مکرم عامر حسین خالد محمود صاحب اور سوئم پوزیشن پر آنے والے مکرم وحید الدین چوہدری صاحب میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ یہ پروگرام ٹیمز پر دور کی مجالس کیلئے پورے ناروے بھی نشر کیا گیا۔ احباب نے یہ پروگرام بہت پسند کیا اور ایسے مزید پروگرام منعقد کرنے کی درخواست کی۔ پروگرام کے بعد ضیافت کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ شام چار بجے یہ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

مقابلہ حسن قرات میں انعام پانے والے انصار

سپورٹس ریلی

(رپورٹ: طاہر محمود قائد ذہانت و صحت جسمانی)

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۹ فروری ۲۰۲۲ کو مجلس انصاراللہ ناروے نے ایک سپورٹس ریلی کا انعقاد کیا۔ چونکہ کرونا کی تمام پابندیاں ختم ہو چکی تھیں اس لئے یہ پروگرام نہایت دلچسپی کا باعث تھا۔ تمام مجالس کے انصار کو زعماء مجالس کے ذریعہ تقریباً ایک ماہ قبل سے ہی اس پروگرام کی تفصیل بتا دی گئی تھی۔ پروگرام کے مطابق سپورٹس ریلی میں بیڈمنٹن، والی بال اور نشانہ بازی کے مقابلہ جات شامل تھے۔ ریلی کے لئے ایک سپورٹس ہال کرائے پر لیا گیا تھا۔ اسی طرح ایک منی بس کا بھی انتظام کیا گیا تھا تاکہ ایسے انصار جو خود ہال تک نہیں پہنچ سکتے تھے، انکو ہال تک پہنچنے میں دشواری نہ ہو۔

پروگرام کا آغاز 11:30 پر مسجد بیت النصر اوسلو ناروے میں صدر مجلس انصار اللہ ناروے کی زیر صدارت ہوا۔ محترم خالد محمود صاحب نے تلاوت کی جسکے بعد صدر مجلس محترم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ دعا کے بعد صدر محترم نے ایسے پروگراموں کی افادیت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک صحت مند جسم میں ہی ایک صحت مند دماغ ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں جسم اور روح کے تعلق کے بارہ تفصیل سے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ آنحضور ﷺ کے اس ارشاد '' اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ''یعنی صحت مند اور توانا مومن کمزور مومن سے بہتر ہے، پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اچھی عبادت کے لئے بھی جسم کا صحت مند ہونا بہت ضروری ہے ورنہ بیمار جسم سے تو عبادات بھی ڈھنگ سے نہیں ہو سکتیں۔ نہ ہی بیمار شخص قومی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ آنحضور ﷺ خود بھی صبح کی سیر، گھڑ سواری اور نشانہ بازی میں حصہ لیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ بھی موگریوں سے ورزش کیا کرتے تھے۔ آخر میں صدر مجلس نے بتایا کہ آج کل ''quality of life'' پر زور دیا جاتا ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اپنی صحت کا خیال رکھیں گے۔ ایسے پروگرام جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت میں بھی فائدہ دیتے ہیں۔ یہ نصیحت بھی کی کہ ہم سب کو ورزش کو روزانہ کا معمول بنانا چاہیئے۔ اتنی ورزش کہ ہلکا پسینہ آجائے۔

نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں جس کے بعد مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ انصار نے مقابلوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دیکھنے والوں نے بھی خوب داد دی۔ تواضع کے لئے ہال میں مختلف پھلوں اور مشروبات کا انتظام کیا گیا تھا۔ جنہیں انصار نے بہت پسند کیا۔ مقابلہ جات ختم ہونے پر تمام انصار واپس مسجد بیت النصر میں تشریف لائے۔ جہاں کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کھانے کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔ صدر مجلس نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا۔ انعامات اجتماع کے موقع پر دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ یوں یہ نہایت مفید پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمد للہ

YONEX

HAUKETO
I-F
Tlf. 0 23 46
www.HeltOpplagt.no
Hauketo alpine smøreservice
Velkommen til Montér
Orring Byggsenter

رپورٹ

34واں سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ ناروے

مورخہ 14،13 / اگست 2022ء منعقدہ بیت النصر اوسلو

محض خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال مجلس انصاراللہ ناروے اور مجلس خدام الاحمدیہ ناروے کو اپنا سالانہ اجتماع ایک ساتھ مورخہ 14،13 / اگست 2022ء کو بیت النصر اوسلو میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔۔ گزشتہ دو سال کرونا کی وبا نے جہاں تمام دنیا میں نظام زندگی کو متاثر کیا وہاں جماعتی و تنظیمی پروگرام اور اجتماعات بھی متاثر ہوئے۔ دو سال بعد منعقد ہونے والے اجتماع میں امسال انصار نے تمام پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حاضری بھی ریکارڈ رہی۔ الحمد اللہ۔ اجتماع کا نصاب اردو اور نارویجین زبان میں تمام انصار کو بذریعہ زعماء مجالس کئی ماہ پہلے بھیج دیا گیا تھا۔ حاضری کے لئے بھی خصوصی یاد دہانی کروائی جاتی رہی۔

پہلا دن مورخہ 13 / اگست 2022ء بروز ہفتہ

دن کا آغاز نماز تہجد اور فجر کی نماز سے کیا گیا۔ 09:30 بجے رجسٹریشن کے ساتھ ناشتہ اور انصار کے لئے شوگر اور بلڈ پریشر ٹیسٹ کرنے کا انتظام کیا گیا تھا جس سے بہت سے انصار نے استفادہ کیا۔ ڈاکٹر صاحبان نے انصار کو مفید مشوروں سے بھی نوازا۔

تقریب پرچم کشائی

پرچم کشائی کی تقریب مسجد بیت النصر کے گراسی پلاٹ میں منعقد ہوئی۔ مجلس انصاراللہ کا جھنڈا مکرم و محترم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب صدر مجلس انصاراللہ ناروے نے جبکہ ناروے کا جھنڈا مکرم ینیب سرور صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ ناروے نے بلند کیا۔ اس کے بعد صدر مجلس انصار اللہ ناروے نے اجتماعی دعا کروائی اور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔

افتتاحی تقریب

مجلس انصاراللہ ناروے اور مجلس خدام الاحمدیہ ناروے کے اجتماع کی مشترکہ افتتاحی تقریب زیر صدارت مکرم و محترم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نائب امیر و مشنری انچارج ناروے ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ مکرم عطاء الودود صاحب نے سورۃ احزاب آیت 41 تا 58 کی تلاوت پیش کی جبکہ اُردو ترجمہ عزیزم راحیل احمد ناصر صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد تمام حاضرین نے کھڑے ہوکر صدر مجلس انصار اللہ مکرم و محترم احمد رضوان صادق صاحب کے ساتھ عہد دہرایا۔

کلام محمود سے نظم

"بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے"

مکرم و محترم عبدالمنعم ناصر صاحب نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

افتتاحی خطاب میں مکرم و محترم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب نے بتایا کہ آج اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے ساتھ مجلس انصار اللہ ناروے 34واں جبکہ مجلس خدام الاحمدیہ ناروے 41واں اجتماع منعقد کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ یہ اجتماعات ہماری تربیت کا ذریعہ ہوتے

ہیں۔جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی مجالس کے قیام کی غرض تربیت ہی بیان کی ہے۔اس کے بعد آپ نے بتایا کہ اسلام کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے، اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔ آپ نے تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش اور اس میں بڑھنے کی تلقین کی۔اس کے علاوہ بنیادی اسلامی عقائد کا ذکر کیا۔باجماعت نماز کے قیام کے ساتھ تلاوت قرآن کریم اور قرآن حفظ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ اگر ہم ان اُمور کی حفاظت کرلیں تو پھر ہم اپنے بچوں کی اچھی سے تربیت کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔امین

آخر پر مکرم ومحترم چوہدری شاہد محمود کاہلوں نائب امیر و مشنری انچارج نے دعا کروائی۔

دعا کے بعد مکرم ڈاکٹر صفدر صاحب قائد تربیت انصاراللہ نے مقابلہ جات کے سلسلہ میں ضروری عمومی ہدایات دیں۔ اسی طرح مکرم طاہر محمود صاحب قائد صحت وجسمانی نے ورزشی مقابلہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔ جس کے بعد مقابلہ جات شروع ہوئے۔

ورزشی مقابلہ جات

ورزشی مقابلہ جات کے لئے تمام انصار مسجد بیت النصر کے قریب ہی میدان میں جمع ہوئے۔ موسم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی خوشگوار تھا۔۔ ان مقابلوں میں گولہ پھینکنا(صفِ اول، دوئم)،100 میٹر دوڑ(صفِ اول، دوئم)،400 میٹر دوڑ، فٹ بال، رسہ کشی اور میوزیکل چیئر کے مقابلے شامل تھے۔ تمام انصار نے جوش وخروش سے مقابلوں میں حصہ لیا۔ اور ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی بھی کی۔

مقابلوں کے جگہ پر سکنجبین اور پھلوں سے ریفریشمنٹ کا بھی انتظام تھا جسے تمام انصار نے بہت پسند کیا۔ تمام ورزشی مقابلہ جات آج کے دن ہی مکمل ہوئے۔ مقابلوں کے بعد 4 بجے نماز ظہر و عصر ادا کی گئی جس کے بعد کھانا تقسیم کیا گیا۔

علمی مقابلہ جات

شام 5 بجے علمی مقابلہ جات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ آج کے علمی مقابلوں میں تلاوت قرآن پاک، حفظ قرآن کریم، نظم اور دینی معلومات کا پرچہ شامل تھے۔ یہ مقابلے تقریباً 07:30 بجے شام ختم ہوئے۔ آخر میں تمام حاضرین میں کھانا پیش کیا گیا۔

دوسرا دن مورخہ 14 / اگست 2022ء بروز اتوار

آج بھی صبح تمام تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ آج کے پروگرام کی باقاعدہ کاروائی سے پہلے ناشتہ کا بھی انتظام کیا گیا۔ جس میں روایتی ناشتے کے علاوہ نہائت لذیذ پائے بھی پیش کئے گئے جسے انصار نے بہت پسند کیا۔ گذشتہ روز کی طرح آج بھی بلڈ پریشر اور شوگر ٹیسٹ کی سہولت دی گئی تھی جس سے انصار نے فائدہ اٹھایا۔

دوسرا اجلاس

پروگرام کے مطابق 10:45 بجے دوسرے دن کا باقاعدہ آغاز زیر صدارت مکرم و محترم احمد رضوان صادق صاحب صدر مجلس انصار اللہ ناروے ہوا۔ مکرم صداقت احمد بشارت صاحب نے سورۃ جمعہ کی تلاوت اور ترجمہ پیش کیا۔ جبکہ نظم مکرم رانا طاہر محمود صاحب نے کلام محمود سے

"ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو   راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو"   پڑھی۔

مکرم و محترم احمد رضوان صادق صاحب صدر مجلس انصار اللہ ناروے نے اپنے خطاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی سے استفادہ کرتے ہوئے سادہ الفاظ میں انسان کی طبعی، اخلاقی اور روحانی حالتوں جنہیں قرآن کریم نے نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کی حالتیں کہا ہے، کا تفصیل سے ذکر کیا۔ نیز ان ذرائع کا بھی ذکر کیا جن سے ہم اپنی حالتوں کو بہتر بناسکتے ہیں۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنی روحانی حالت کو بہتر بنانے اور لقاء الٰہی کے لئے اسلام اور دعاء فاتحہ ہی بہترین ذرائع ہیں۔ اس کے علاوہ صدر صاحب نے مل کر حافظ قرآن بننے کی طرف توجہ دلائی۔ جس میں ساٹھ انصار آدھ آدھ پارہ حفظ کر کے پورے قرآن کے حافظ بن سکتے ہیں۔ انصار کو آدھ سپارہ حفظ کرنے کے لئے دو سال کا ٹارگٹ دیا گیا۔ آخر میں صدر مجلس نے تمام شاملین اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔

علمی مقابلہ جات

آج کے مقابلوں میں تقریر، فی البدیہہ تقریر، کوئز از کتاب دیباچہ تفسیر القرآن وعام سوالات اور بیت بازی شامل تھے۔ یہ تمام مقابلے بہت دلچسپ رہے۔ اور ان مقابلوں میں انصار نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

3 بجے نماز ظہر وعصر ادا کی گئی اور کھانا تقسیم ہوا۔

اختتامی تقریب و تقسیم انعامات

4 بجے مشترکہ اختتامی تقریب زیر صدارت مکرم و محترم چوہدری ظہور احمد صاحب نیشنل امیر ناروے ہوئی۔ مکرم صداقت احمد بشارت صاحب نے سورجمعہ آیت 1 تا5 کی تلاوت مع ترجمہ پیش کی۔ مکرم و محترم احمد رضوان صادق صاحب صدر مجلس انصار اللہ ناروے نے عہد دہرایا۔ زین محمود صاحبنے درثمین سے کلام

"نور فرقان ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا"

خوش الحانی سے پڑھا۔

اس کے بعد مکرم و محترم چوہدری ظہور احمد منیر صاحب نیشنل امیر ناروے نے مقابلے جیتنے والے خدام وانصار میں انعامات تقسیم کئے۔ اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اجتماع کا مقصد تقوی میں ترقی کرنا بتایا۔ اور بتایا کہ قرآن پاک کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتادیا کہ یہی وہ کتاب ہدایت جس میں کوئی شک نہیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے احادیث اور اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش فرمائے۔ آخر میں دعا کروائی اور یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجتماع کے تمام پروگرام بخوبی انجام پائے اور انصار کی حاضری انصار 115 رہی۔ الحمد للہ

(رپورٹ: عامر حسین خالد محمود قائد اشاعت)

نَحنُ اَنصارُ اللہ
ہم اللہ کے انصار ہیں
نیشنل اجتماع
مجلس انصار اللہ
ناروے
Nasjonale Ijtema
Majlis Ansarullah
Norge

نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ
Vi er Allahs hjelpere
Nasjonale Ijtema
Majlis Ansarullah
Norge
اجتماع
نیشنل اجتماع
مجلس انصار اللہ
ناروے
Majlis Ansarullah
jtema 2022
ajlis Khuddam-ul-Ahmadiyya

چوبیسواں سالانہ
نیشنل اجتماع
مجلس انصار اللہ
ناروے
/ 15-16 Muharram 1444
نیشنل اجتماع
مجلس انصار اللہ
ناروے
اجتماع
Majlis Ansarullah

Kjærlighet til alle,
ikke hat mot noen
أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ
Vi er Allahs hjelpere
Nasjonale Ijtema
Majlis Ansarullah
Norge
نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ

نیشنل اجتماع
مجلس انصار اللہ
ناروے
اجتماع

Majlis Ansarullah
Ijtema 2022

Majlis Ansarullah
Ijtema 2022
Majlis Khuddam-ul

Majlis Ansarullah
Norge

سہ روزہ نیشنل پکنک مجلس انصاراللہ ناروے

(مورخہ 2 ستمبر تا 4 ستمبر 2022ء)

گزشتہ چند سالوں سے مجلس انصاراللہ ناروے کی روایت رہی ہے کہ مرکزی سطح پر سال میں ایک مرتبہ سیر و تفریح کا پروگرام بنایا جاتا ہے جس میں مرکز سے دور huts کرایہ پر لے دو تین دن قیام کیا جاتا ہے۔ یہ پروگرام انصار میں بہت مقبول ہے اور انصار اس پروگرام کے منتظر رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال اس میں شاملین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کرونا کی وبا کی وجہ سے 2019 کے بعد ایسا پروگرام نہ بن سکا تھا۔ امسال وبا میں کافی حد تک کمی ہونے کی وجہ سے مجلس انصاراللہ ناروے نے ایک بار پھر ایسا پروگرام تشکیل دیا جس میں 63 افراد شامل ہوئے۔ مکرم رانا طاہر محمود صاحب قائد صحت وجسمانی کی زیر نگرانی 6 ممبران کی ایک کمیٹی بنائی گئی جس نے شروع سال سے ہی اس پر کام شروع کر دیا۔ پروگرام کے لئے اوسلو سے تقریباً 250 کلو میٹر جنوب مغرب میں ایک پُر فضا مقام Gautefall (Treungne Kommune) کا انتخاب ہوا۔ جہاں پر 3 بڑے Huts کرایہ پر حاصل کئے گئے۔ جہاں سوومنگ پول سمیت ہر قسم کی سہولت موجود تھی۔

دو منی بسیں کرایہ پر لی گئیں۔ مورخہ 2 / ستمبر بروز جمعہ 5 بجے سہ پہر تمام انصار مسجد بیت النصر اوسلو میں اکٹھے ہوئے جہاں پر ریفریشمنٹ کے بعد چھوٹی بڑی تقریباً 12 گاڑیوں کا قافلہ 6 بجے دُعا کے ساتھ سفر کیلئے روانہ ہوا۔ مکرم کمال یوسف صاحب نے دعا کروائی۔ نماز مغرب وعشاء دورانِ سفر ادا کی گئیں۔ تقریباً 10 بجے رات تمام احباب بخیر وعافیت منزل پر پہنچ گئے۔

جہاں پر رات کے طعام کا انتظام کیا گیا تھا جس کے لئے نائب صدر دوم مکرم طلعت محمود صاحب کی زیر قیادت ضیافت کی 9 ممبران پر مشتمل ٹیم ایک دن پہلے ہی ضروری سازوسامان کے ساتھ وہاں پہنچ چکی تھی۔ بہت ہی لذیذ کھانے کے بعد صدرِ مجلس مکرم ومحترم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے ضروری ہدایات دیں اور انصار کو تلقین کی کہ جہاں وہ اس پروگرام سے لطف اندوز ہوں وہاں وہ ایک دوسرے سے تعارف بھی حاصل کریں نیز گھر سے دور اس ماحول میں خود سے بھی ملاقات کریں اور اپنا محاسبہ کریں۔ مکرم رانا مبشر محمود صاحب قائد عمومی نے تمام انصار کی رہائش گاہ کی تفصیل بتائی۔ اور رات تقریباً ساڑے گیارہ بجے تمام احباب اپنے اپنے کمروں میں آرام کے لئے چلے گئے۔

بروز ہفتہ صبح 4:30 بجے نماز تہجد سے پہلے صلِّ علیٰ کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم بشارت احمد صابر صاحب نے نماز تہجد اور نماز فجر پڑھائی۔ جس کے بعد مکرم ومحترم کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سلسلہ سکنڈے نیویا نے درس دیا۔ جس کے بعد کچھ احباب مزید آرام کے لئے اپنی اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے، کچھ صبح کی سیر کے لئے اور کچھ huts میں موجود سوومنگ پول میں نہانے کے لیے چلے گئے۔ 9 بجے ناشتہ جس میں حلوہ پوری، چنے، آلو کی بھجیا اور روایتی نارویجئن ناشتہ شامل تھا، پیش کیا گیا۔ 11 بجے سیر کا پروگرام تھا جس میں 30 انصار شامل ہوئے۔ پہاڑ، جنگل اور پانی کے ساتھ ساتھ بہت ہی پُرسکون فضا میں ایک حد کے بعد 15 انصار آدھے فاصلہ میں رُک گئے جبکہ باقی 15 نے اپنا سفر جاری رکھا اور تقریباً 3 گھنٹے کی یہ سیر مکمل کی۔ ایک چوٹی پر پانی کے کنارے صدر صاحب مجلس کی ایک تجویز پر سب احباب نے 10 منٹ تک خاموشی اختیار کی اور Nature کو محسوس کیا۔ اور پھر باری باری انصار نے اظہار کیا کہ اُنہوں نے کیا محسوس کیا۔ یہ ایک بہت ہی دلچسپ عمل تھا۔ واپسی پر انصار کو کھانا پیش کیا گیا۔ 3:30 بجے نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد انصار کے مابین کلائی پکڑنا اور Handpress کے بہت ہی دلچسپ مقابلے ہوئے۔ 5 بجے تا 7 بجے کے دوران احباب نے Swimming میں حصہ لیا جہاں Swimming سکھائی بھی گئی۔ 7 بجے شام ڈنر پیش کیا گیا۔ ڈنر میں باربی کیو کا انتظام کیا گیا تھا، ساتھ آلو، سلاد اور چاول بھی پیش کئے گئے۔ انصار نے کھانے کو بہت پسند کیا۔

9:30 بجے نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد دو پروگرام رکھے گئے تھے۔ ان میں سے ایک صحت سیمینار تھا جس میں مکرم ڈاکٹر صفدر محمود صاحب قائد تربیت نے بڑھتی عمر کے ساتھ پیدا ہونے والی جنسی امراض اور ان کے حل کے بارہ میں پریزنٹیشن پیش کی۔ آخر میں ڈاکٹر صفدر محمود صاحب، ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب اور ڈاکٹر نور قادر صاحب نے احباب کے سوالوں کے جواب بھی دیئے۔ یہ پروگرام تقریباً ایک گھنٹے سے زائد کا تھا۔ اس کے فوراً بعد ادبی محفل کا انعقاد ہوا جس کی میزبانی کے فرائض مکرم بشارت احمد خان صاحب نے انجام دیئے اور اپنا کلام سنا کر پروگرام کا آغاز کیا۔ اور بعد میں دیگر احباب نے نظم اور نثر کے بعض حصے پیش کئے جس میں مزاحیہ کلام شامل تھا۔ حاضرین نے ادبی محفل کو بہت پسند کیا۔ تقریباً 11:45 بجے رات یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اور احباب اپنی اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

بروز اتوار صبح 4:30 بجے نماز تہجد کیلئے صلِّ علیٰ اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم ومحترم کمال یوسف صاحب نے درس دیا۔ جس کے بعد کچھ دوستوں نے مزید آرام کیا، کچھ نے صبح کی سیر کی اور کچھ نے سوومنگ کی۔ 9 بجے ناشتہ تقسیم ہوا۔ ناشتے کے بعد احباب نے اپنا سامان وغیرہ سمیٹا اور

ضروری صفائی وغیرہ کی جس کے بعد 11 بجے واپس روانگی کا پروگرام تھا۔ دُعا کے ساتھ واپسی کا سفر شروع ہوا۔ نماز ظہر و عصر دورانِ سفر ادا کی گئی اور دوپہر کا کھانا بھی دورانِ سفر تقسیم ہوا۔ واپسی کے راستہ میں Sandefjord Kommune میں موجود ایک Hvalfangstmuseet کا بہت ہی معلوماتی دورہ کیا۔ اس میں ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کیا گیا تھا نیز ایک پورے کمرے میں ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں معلومات درج تھیں۔

تقریباً 5 بجے شام بیت النصر اوسلو بخیر و عافیت پہنچے۔ اور وہاں سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام ہر لحاظ سے بہت ہی شاندار رہا جہاں اعلیٰ نظم ضبط، معلوماتی سیمینار، صحت مند سرگرمیوں کے علاوہ ضیافت کی ٹیم نے بہترین اور لذیز کھانے پیش کئے۔ تمام شاملین نے ہر پروگرام کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کہ ہمیں ان پروگراموں سے اپنی جسمانی صحت کے علاوہ روحانی طور پر ترقی کرنے کی توفیق دیے۔ آمین

(رپورٹ: عامر حسین خالد محمود قائد اشاعت)

زیر اہتمام مجلس انصار اللہ ناروے

متفرق مساعی کی تصاویری جھلکیاں

2اپریل 2022 ۔مثالی وقار عمل مسجد بیت النصر اوسلو

30 مئی کو پہلی "بزم انصار" کا انعقاد

6جون کو ہونے والے پیدل و سائیکل سفر کی جھلکیاں

LOVE FOR ALL
HATRED FOR NONE

یکم اور دو اکتوبر کو جرمنی میں پہلے یورپیئن ریفریشر کورس میں شرکت:

33ویں مجلس شوریٰ مجلس انصاراللہ ناروے۔ ۴ دسمبر ۲۰۲۲۔ زعماء مجالس

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ ناروے ۲۰۲۲ بر موقع شوریٰ انصار اللہ ۴ دسمبر ۲۰۲۲

اراکین مجلس شوریٰ انصار اللہ ناروے۔ ۴ دسمبر ۲۰۲۲